بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

شمارہ 48

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

26 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری ● 2 فتح 1400 ہجری شمسی ● 2 دسمبر 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَالُوۡا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ مَلَکٌ ؕ
وَلَوۡ اَنۡزَلۡنَا مَلَکًا لَّقُضِیَ الۡاَمۡرُ
ثُمَّ لَا یُنۡظَرُوۡنَ ○

(سورۃ الانعام:8)

ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اُتارا گیا؟ اور اگر ہم کوئی فرشتہ اُتارتے تو ضرور معاملہ نپٹا دیا جاتا۔ پھر وہ کوئی مہلت نہ دیئے جاتے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔
سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26 نومبر 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔
احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

مَیں سچ کہتا ہوں کہ ابوبکر صدیقؓ اسلام کیلئے آدمِ ثانی ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا اثر ان پر پڑا ہوا تھا اور دل نورِ یقین سے بھرا ہوا تھا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اُس زمانہ میں بھی مسیلمہ نے اباحتی رنگ میں لوگوں کو جمع کر رکھا تھا۔ ایسے وقت میں حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو انسان خیال کرسکتا ہے کہ کس قدر مشکلات پیدا ہوئے ہوں گے۔ اگر وہ قوی دِل نہ ہوتا اور ایمانِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ اُس کے ایمان میں نہ ہوتا تو بہت ہی مشکل پڑتی اور گھبرا جاتا، لیکن صدیقؓ نبیؐ کا ہمسایہ تھا۔ آپ کے اخلاق کا اثر ان پر پڑا ہوا تھا اور دل نورِ یقین سے بھرا ہوا تھا۔ اس لیے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ اُن کی موت اسلام کی زندگی تھی۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر کسی لمبی بحث کی حاجت ہی نہیں۔ اُس زمانہ کے حالات پڑھ لو اور پھر جو اسلام کی خدمت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی ہے، اس کا اندازہ کرو۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ ابوبکر صدیقؓ اسلام کیلئے آدمِ ثانی ہیں۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیقؓ کا وجود نہ ہوتا، تو اسلام بھی نہ ہوتا۔ ابوبکر صدیقؓ کا بہت بڑا احسان ہے اُس نے اسلام کو دوبارہ قائم کیا۔ اپنی قوتِ ایمانی سے کُل باغیوں کو سزا دی اور امن کو قائم کر دیا۔ اسی طرح پر جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور وعدہ کیا تھا کہ مَیں سچے خلیفہ پر امن کو قائم کروں گا۔ یہ پیشگوئی حضرت صدیقؓ کی خلافت پر پوری ہوئی اور آسمان نے اور زمین نے عملی طور پر شہادت دے دی۔ پس یہ صدیق کی تعریف ہے اُس میں صدق اس مرتبہ اور کمال کا ہونا چاہئے۔ نظائر سے مسائل بہت جلد حل ہو جاتے ہیں۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 344، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حجر اسود کو چھڑی سے چھونا

(1607) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں (اپنے) اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ آپؐ حجر اسود کو ایک چھڑی کے ذریعہ سے چھوتے۔

حجر اسود کی طرف اشارہ کرنا

(1632) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور آپؐ ایک اونٹ پر سوار تھے۔ جب آپؐ حجرِ اسود کے سامنے آتے تو آپؐ اس کی طرف ایک چیز سے جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی اشارہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے۔

(صحیح بخاری، جلد 3، کتاب الحج، مطبوعہ 2008 قادیان)

انسانی قوانین میں ہمیشہ یہ نقص ہوتا ہے کہ بعض کے حقوق تلف کئے جاتے ہیں اور بعض کو زیادہ دیا جاتا ہے

وہ قانون جس میں سب کے حقوق کا خیال رکھا جائے نہ کسی کے حق میں کمی کی جائے نہ کسی کا حق لے کر دوسرے کو دیا جائے صرف اللہ تعالیٰ بنا سکتا ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ النحل آیت 10 وَعَلَی اللّٰہِ قَصۡدُ السَّبِیۡلِ وَمِنۡہَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوۡ شَآءَ لَہَدٰٮکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَعَلَی اللّٰہِ قَصۡدُ السَّبِیۡلِ کے معنے ہیں خدا تعالیٰ پر سیدھے راستے کا بتانا واجب ہے یعنی حَقٌّ عَلَی اللّٰہِ بَیَانُ قَصۡدِ السَّبِیۡلِ۔ یہی مضمون دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے اِنَّ عَلَیۡنَا لَلۡہُدٰی (سورۃ الّیل) یعنی ہدایت کا بیان کرنا ہمارا ہی کام ہے اور ہم ہی پر واجب ہے۔ قَصۡدُ السَّبِیۡلِ سے بتایا کہ سیدھا راستہ یا افراط وتفریط سے محفوظ راستہ اللہ تعالیٰ ہی بتا سکتا ہے ورنہ انسان جب بھی دنیا کیلئے کوئی راستہ تجویز کرتا ہے اس میں افراط وتفریط سے کام لیتا ہے۔

اس میں یہ بھی بتایا ہے کہ کوئی انسان بھی ایسا نہیں (سوائے اس کے جو خدا تعالیٰ کی نگرانی میں ہو) جو جنبہ دار نہ ہو۔ کسی سے اُسے عداوت ہوتی ہے کسی سے محبت، کسی کو اپنا سمجھتا ہے اور کسی کو غیر۔ اس لئے انسانی قوانین میں ہمیشہ یہ نقص ہوتا ہے کہ بعض کے حقوق تلف کئے جاتے ہیں اور بعض کو زیادہ دیا جاتا ہے۔ پس وہ قانون جس میں سب کے حقوق کا خیال رکھا جائے نہ کسی کے حق میں کمی کی جائے نہ کسی کا حق لے کر دوسرے کو دیا جائے صرف اللہ تعالیٰ بنا سکتا ہے جو مخلوق کی مدد کا محتاج نہیں اور سب ہی اس کے بندے ہیں۔

یہ کیسی زبردست سچائی ہے۔ ہزاروں سالوں سے انسان قانون بنا رہا ہے مگر کس طرح اس میں کسی کی حق تلفی کی جاتی ہے اور کسی کو حق سے زیادہ دیا جاتا ہے۔ آج کل کے سیاسی اختلافات کو ہی دیکھو کوئی حکومت مزدوروں کے حق کو دبا رہی ہے تو کوئی انہی کو سب کچھ دے کر دوسروں کو حقوق انسانیت سے ہی محروم کر رہی ہے۔

اسی طرح انسان چونکہ جذبات کا غلام ہوتا ہے جو قانون بناتا ہے وہ اپنے جذبات کو نمایاں کر دیتا ہے۔ ساری دنیا کے جذبات کا خیال نہ رکھتا ہے نہ رکھ سکتا ہے اگر رہبانیت کی طرف میلان رکھنے والا دُنیا ترک کر دینے کا نام ہی نیکی رکھتا ہے تو دنیا کا حریص دنیوی ترقیات کا نام ہی نیکی رکھتا ہے۔ اس نقص سے وہی تعلیم پاک ہوسکتی ہے جو انسان کے پیدا کرنے والے کی طرف سے ہو جو سب انسانوں کے جذبات سے واقف ہو اور سب کے جذبات کو مناسب حد تک ابھارنے کا خیال رکھے۔

(تفسیر کبیر، جلد چہارم، صفحہ 133، مطبوعہ 2010 قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 12 نومبر 2021ء (مکمل متن)
اختتامی خطاب حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2021
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
اہم سوالات کے جوابات : از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
نیشنل عاملہ لجنہ انڈونیشیا کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات
خاندان حضرت مسیح موعودؑ میں شادی کی پُرمسرت تقریب
قرآن مجید کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے: اعتراضات کے جوابات
بستی مندرانی کے چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب
خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
نماز جنازہ غائب
وصایا

126 واں جلسہ سالانہ قادیان

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 126 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے 24، 25، 26 دسمبر 2021 (بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کے مطابق موجودہ کووڈ 19 کے حالات کے پروٹو کالز کو مدنظر رکھتے ہوئے امسال وہی احباب جلسہ میں شامل ہوں گے جن کو باقاعدہ جماعتی طور پر شمولیت کیلئے ٹکٹ اور دعوت نامہ جاری کیا جائے گا بقیہ احباب جماعت اپنی جماعتوں میں آن لائن اسٹریمنگ کے ذریعہ جلسہ سالانہ کے روحانی پروگرامز سے استفادہ کرسکیں گے۔ اس سلسلہ میں قبل ازیں نظارت علیاء کی طرف سے جماعتوں میں سرکلر کر دیا گیا ہے۔ احباب جماعت اس مبارک جلسہ کے کامیاب انعقاد کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور سعید روحوں کیلئے ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي العَالَمِ ✿ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

شہزادہ والا گوہر اکسٹرا اسسٹنٹ جہلم کو چیلنج

آؤ ہمارے رُو برو ہماری کتابیں دیکھو پھر اگر قتل کی تصریح ثابت نہ ہو تو اُسی جلسہ میں آپ کو دو سو روپیہ انعام دیا جائے گا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ’’اَیَّامُ الصُّلح‘‘ رُوحانی خزائن جلد 14 سے پیش کر رہے ہیں۔ایک شخص شہزادہ عبد المجید نے لدھیانہ محلہ اقبال گنج سے 6 جون 1998 کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ ’’شہزادہ والا گوہر‘‘ اکسٹرا اسسٹنٹ جہلم نے میری نسبت اخبار ’’سراج الاخبار‘‘ میں جو یہ شائع کروایا ہے کہ مَیں نے احمدیت سے توبہ کر لی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے میرے عقیدہ کی خرابی مجھ پر ثابت کر دی ہے یہ بالکل غلط جھوٹ اور بے بنیاد بات ہے۔سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : ’’یہ دونوں صاحب باہمی قریبی رشتہ داری کا تعلق رکھتے ہیں۔لیکن ایک کو خدا تعالیٰ نے ہدایت اور حق کی طرف کھینچا اور دوسرے کو باطل پسند آیا۔ وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ وَيُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ۔‘‘ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شہزادہ عبد المجید کا مکمل خط کتاب ایام الصلح رُوحانی خزائن جلد 14 میں صفحہ 374 تا 380 شائع کیا ہے۔خط کے ابتداء میں عبد المجید صاحب نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدح وشان میں بیس اشعار پر مشتمل فارسی میں ایک بہت ہی پیاری اور خوبصورت نظم لکھی ہے۔اور اس کے بعد پھر اس امر کا اظہار کیا ہے کہ زندگی تو مَیں نے آپؑ سے پائی ہے بھلا مَیں آپ کو چھوڑ کر کہیں اور کیسے جا سکتا ہوں۔ان کے خط کی چند لائنیں قارئین کے ازدیادِ ایمان کے لئے پیش ہیں۔یہ لکھتے ہیں کہ :

بزرگوارا، اگرچہ نابکار شرفِ زیارت سے محروم ہے مگر آنحضرت کی محبت اور عظمت اور ادب اور اطاعت اور کثرتِ یاد میری رُوح اور جان کا جزو ہو گیا ہے۔میں اپنی جان سے کس طرح علیحدہ ہو سکتا ہوں۔میرے پیارے! میرے دل کا حال اس سے دریافت فرما جو سب بھیدوں سے واقف ہے۔ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ۔ میرے مولیٰ تُو نے تو خدا اور رسول کا پتہ دیا۔تُو نے جنت کا راستہ بتلایا۔تُو نے قرآن سکھلایا۔ ہم غفلت میں پڑے سوتے تھے تُو نے ہی آن جگایا۔ہم اِسمی اور رَسمی مسلمان تھے تُو نے ہی ہم کو حقیقی اسلام سے آگاہی بخشی۔ہم نہیں جانتے تھے کہ دُعا کیا چیز ہے اور تقویٰ کس شَے کا نام ہے،تُو نے ہی تو اُن کا نشان ہم پر ظاہر فرمایا۔ہم نہیں جانتے تھے کہ گورنمنٹ عالیہ کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں تُو نے ہی تو وفاداری اور فرمانبرداری کا طریقہ سمجھایا۔غرض کہاں تک تیرے احسانات کو لکھوں وہ تو بے شمار ہیں تُو ہمارا آقا تُو ہمارا مولیٰ ہم تیرے خادم ہم تیرے غلام۔بھلا تجھ کو چھوڑ کر خدا کی لعنت کماویں؟

شہزادہ والا گوہر اکسٹرا اسسٹنٹ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو جو اعتراضات کئے ہیں عبد المجید صاحب نے اپنے خط کے آخر میں اُن کو درج کیا ہے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اُن کے اعتراضات سے آگاہی حاصل ہو۔شہزادہ والا گوہر کے اعتراضات میں سے کچھ ہم یہاں ذیل میں درج کرتے ہیں :

(1) صرف لفظ عیسیٰ یا مسیح ہی اگر احادیث میں ہوتا تو مثیل کی گنجائش تھی لیکن ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے۔(2) وہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود کی علامت مَیں نے ایک نرالی وضع کی نکالی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مسیح دعویٰ کریں گے تو میں اُن کے والدین کو تلاش کروں گا کیونکہ باپ تو اوّل سے ہی ندارد ہے اور ماں مر چکی ہے۔پس اگر اس کے والدین ثابت نہ ہو سکے تو پھر اُس کے مسیح ہونے میں کیا شک رہے گا۔(3) اور حضور علیہ السلام کی ذاتیات پر یہ نکتہ چینیاں کرتے ہیں کہ باوجود مقدرت کے حج نہیں کرتے۔ ہزاروں روپوں کے انعامات کے اشتہارات دیتے ہیں لیکن حج کو نہیں جاتے۔(4) براہین کا بقیّہ نہیں چھاپتے۔(5) آتھم کی پیشگوئی غلط نکلی اس کے رجوع کو ہم یقین نہیں کرتے۔(6) لیکھرام کی پیشگوئی میں اُس کے قتل ہونے کی تصریح نہیں صرف نَصَبٌ وَّ عَذَابٌ کا جملہ ہے جس میں قتل ہونے کا بیان نہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اگر بالفرض یہ سچ ہی نکلے تو زہے نصیبِ لیکھرام کہ وہ ایک کم حیثیت آدمی تھا لیکن اس پیشگوئی کے سبب سے وہ برگزیدۂ قوم گِنا گیا شہید کے خطاب سے ممتاز ہوا۔اُس کے پسماندگان کے واسطے ہزاروں روپوں کا چندہ ہوا۔یہ ہوا وہ ہوا۔اور وہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی پیشگوئی تو اپنے حق میں مَیں چاہتا ہوں۔(7) کسوف خسوف کی حدیث موضوع ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شہزادہ والا گوہر کے تمام اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔آپؑ کے انعامی چیلنج کا تعلق اعتراض نمبر 6 سے ہے جس کے جواب میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر قتل کی تصریح ثابت نہ ہو تو آپؑ اُنہیں دو سو روپے انعام میں دیں گے۔

لیکھرام کی پیشگوئی سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی متعدد کتابوں میں تفصیل سے بیان کی ہے۔اس جگہ ہم پیشگوئیوں کا وہ حصہ اور اسکی تشریحات درج کرینگے جن سے معلوم ہوگا کہ پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے اشارۃً بتادیا تھا کہ لیکھرام کی موت قتل سے ہوگی۔سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں :

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار 20؍فروری 1886 میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا تھا اندرمن مرادآبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضاوقدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں۔سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے۔سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا :

عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ لَهٗ نَصَبٌ وَّ عَذَابٌ

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے اُن گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل رہے گا۔اور اس کے بعد آج جو 20؍فروری 1893 روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو 20 فروری 1893 ہے، چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی رُوح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر یک سزا کے بھگتنے کے لئے میں طیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلہ میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے زیادہ اس سے کیا لکھوں۔(آئینہ کمالات اسلام رُوحانی خزائن جلد 5 صفحہ 649)

عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ لَهٗ نَصَبٌ وَّ عَذَابٌ کی تشریح میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

لیکھرام کی موت سے کئی سال پہلے صاف طور پر میں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ لیکھرام گوسالہ سامری کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ جیسا کہ گوسالہ سامری شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا یہی لیکھرام کا حال ہوگا اور یہ اُس کے قتل کی طرف اشارہ تھا چنانچہ لیکھرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا اور اُن دنوں میں شنبہ سے پہلے جمعہ کے دن مسلمانوں کی عید ہوئی تھی ایسا ہی گوسالہ سامری بھی شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور وہ یہود کی عید کا دن تھا اور گوسالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا تھا ایسا ہی لیکھرام بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا کیونکہ اوّل قاتل نے اُس کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور پھر ڈاکٹر نے اُس کے زخم کو زیادہ کھولا اور بالآخر جلایا گیا اور پھر گوسالہ سامری کی طرح اُس کی ہڈیاں دریا میں ڈالی گئیں اور خدا تعالیٰ نے گوسالہ سامری سے اس لئے اُس کو تشبیہ دی کہ وہ گوسالہ محض بے جان تھا اور اس زمانہ کے ان کھلونے کی طرح تھا جن کی کل دبانے سے آواز نکلتی ہے۔اسی طرح اس گوسالہ میں سے ایک آواز نکلتی تھی پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دراصل لیکھرام بے جان تھا اور اُس میں روحانی زندگی نہیں آئی تھی اور اس کی آواز محض گوسالہ سامری کی طرح تھی اور سچا علم اور سچا گیان اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق اور سچی محبت اُس کو نصیب نہیں تھی۔یہ آریوں کا قصور تھا کہ اُس بے جان کو جس میں روحانیت کی جان نہ تھی اور محض مُردہ تھا اس مقام پر کھڑا کر دیا جس پر کوئی زندہ کھڑا ہونا چاہئے تھا اِس لئے اس کا گوسالہ سامری کی طرح انجام ہوا۔ (حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 295)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور جگہ فرماتے ہیں :

خدا تعالیٰ نے لیکھرام کے لئے گوسالہ سامری کا نام اختیار فرمایا۔اس نام میں یہ بھید پوشیدہ تھا کہ عید کے دوسرے دن میں اس کی تباہی کا سامان ہوگا جیسا کہ گوسالہ سامری کا ہوا،اور چونکہ گوسالہ پر اکثر چھری پھرتی ہے اس لئے عجل کے لفظ میں بھی جو الہام میں اختیار کیا گیا ہے یہ طریق موت مخفی ہے۔(سراج منیر رُوحانی خزائن جلد 12 حاشیہ صفحہ 68)

پس پیشگوئی عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ لَهٗ نَصَبٌ وَّ عَذَابٌ میں عجل کا لفظ رکھ کر اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمادیا تھا کہ لیکھرام کا بذریعہ قتل کام تمام ہوگا۔اسکے علاوہ اور بھی اشارات ہیں جس میں قتل کی تصریح ملتی ہے۔چنانچہ اس میں وہ کشف ہے جس میں لیکھرام کی سزادہی کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک خونی فرشتہ دیکھا تھا۔اور وہ کشف یہ ہے،آپؑ فرماتے ہیں :

آج 2؍اپریل 1893 مطابق 14 ماہ رمضان 1310 ہجری ہے،صبح کے وقت تھوڑی غنودگی کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں۔اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اُس کے چہرے پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شدّاد غلاظ میں سے ہے اور اسکی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اُسکو دیکھتا ہی تھا کہ اُس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے تب میں نے اُسوقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزادہی کیلئے مامور کیا گیا ہے مگر مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے ہاں یقینی طور پر یاد ہے کہ وہ دوسرا شخص

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ جن وانس کے شیطان عمر سے بھاگتے ہیں

’’عمر بن خطاب میرے ساتھ ہوتا ہے جہاں مَیں پسند کرتا ہوں اور مَیں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جہاں وہ پسند کرتا ہے
اور میرے بعد عمر بن خطاب جہاں ہوگا حق اس کے ساتھ رہے گا‘‘ (الحدیث)

سکینت حضرت عمرؓ کی زبان اور دل پر جاری ہوتی ہے (حضرت علیؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں فرمایا
یہ دونوں جنت کے اوّلین اور آخرین کے تمام بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء اور مرسلین کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

پانچ مرحومین مکرم کامران احمد صاحب شہید آف پشاور، ڈاکٹر مرزا نبیر احمد صاحب اور ان کی اہلیہ مکرمہ عائشہ عنبر سیّد صاحبہ آف امریکہ
مکرم چودھری نصیر احمد صاحب آف کراچی اور مکرمہ سرداراں بی بی صاحبہ آف دارالرحمت غربی ربوہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12/نومبر 2021ء بمطابق 12/نبوت 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

گزشتہ خطبات میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ آج بھی وہی ہے۔ حضرت حفصہ بنتِ عمرؓ حضرت عمرؓ کی دنیا سے بے رغبتی اور زہد کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ اپنے والد بزرگوار سے کہا اے امیر المومنین! اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس طرح مخاطب کیا کہ اے میرے باپ! اللہ نے رزق کو وسیع کیا ہے اور آپ کو فتوحات عطا کی ہیں اور کثرت سے مال عطا کیا ہے کیوں نہ آپ اپنے کھانے سے زیادہ نرم غذا کھایا کریں اور اپنے اس لباس سے زیادہ نرم لباس پہنا کریں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تم سے ہی اس امر کا فیصلہ چاہوں گا۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں کتنی سختیاں گزارنی پڑیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپؓ مسلسل حضرت حفصہؓ کو یہ یاد دلاتے رہے یہاں تک کہ حضرت حفصہؓ کو رلا دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جہاں تک مجھ میں طاقت ہوگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی زندگیوں کی سختی میں شامل رہوں گا تاکہ شاید میں ان دونوں کی راحت کی زندگی میں بھی شریک ہو جاؤں۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ سے کہا کہ اے حفصہ بنت عمر! تم نے اپنی قوم کی خیر خواہی تو کی ہے لیکن اپنے باپ کی خیر خواہی نہیں کی۔ تم نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ یہ ہوگا تو قوم کی بہتر خدمت کروں گا لیکن میری خیر خواہی نہیں ہے۔ اور پھر فرمایا کہ میرے خاندان والوں کا صرف میری جان اور میرے مال پر حق ہے لیکن میرے دین اور میری امانت میں ان کا کوئی حق نہیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ 148 ذکر ہجرۃ عمر بن الخطاب مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

یعنی جو امانت میں ادا کر رہا ہوں اور جس طرح ادا کر رہا ہوں، اس میں مجھے تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اس بات میں، اس بارے میں کہنا تمہارا کوئی حق نہیں۔

حضرت عکرمہ بن خالدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حفصہؓ اور حضرت عبداللہؓ اور ان کے علاوہ کچھ اَور لوگوں نے حضرت عمرؓ سے بات کرتے ہوئے کہا۔ اگر آپؓ زیادہ عمدہ غذا کھائیں تو حق کیلئے کام کرنے پر آپؓ زیادہ قوی ہو جائیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تم سب کی یہی رائے ہے تو انہوں نے کہا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں تمہاری خیر خواہی سمجھ گیا ہوں لیکن میں نے اپنے دونوں دوستوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو اس راستے پر چھوڑا ہے کہ اگر میں نے ان دونوں کا وہ راستہ چھوڑ دیا تو میں ان دونوں سے منزل میں نہیں مل سکوں گا۔

(تاریخ الخلفاء از جلال الدین سیوطی، صفحہ 101، عمر بن خطاب مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت لبنان 1999ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ خوف وخطر کا زمانہ تھا۔ اس وقت جو آپ نے مسلمانوں کو احکام دیے تھے ہم ان سے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کا اپنا طریق بھی یہ تھا اور ہدایت بھی آپ نے یہ کر رکھی تھی کہ ایک سے زیادہ سالن استعمال نہ کیا جائے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک خطبہ میں تحریکِ جدید کے سلسلہ میں ہی یہ ذکر کر رہے ہیں۔ بہرحال فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تھی کہ ایک سے زیادہ سالن استعمال نہ کیا جائے اور اس پر اتنا زور دیتے تھے کہ بعض صحابہ نے اس میں غلو کر لیا۔ انتہا سے بڑھ گئے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے سامنے سرکہ اور نمک رکھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ یہ دو کھانے کیوں رکھے گئے ہیں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک کھانے کا حکم دیا ہے۔ آپؓ سے عرض کیا گیا، لوگوں نے حضرت عمرؓ کو کہا یہ دو نہیں بلکہ نمک اور سرکہ دونوں مل کر ایک سالن ہوتا ہے۔ مگر آپؓ نے کہا نہیں۔ یہ دو ہیں۔ اگرچہ حضرت عمرؓ کا یہ فعل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبہ کی وجہ سے غلو کا پہلو رکھتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ غالباً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منشا نہ تھا لیکن اس مثال سے یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے دیکھ کر کہ مسلمانوں کو سادگی کی ضرورت ہے اس کی کس قدر تاکید کی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ والا مطالبہ مَیں نہیں کرتا اور یہ نہیں کہتا کہ نمک ایک سالن ہے اور سرکہ دوسرا مگر یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آج سے تین سال کیلئے جس کے دوران میں ایک ایک سال کے بعد دوبارہ اعلان کرتا رہوں گا تاکہ اگر ان تین سالوں میں حالت خوف بدل جائے تو احکام بھی بدلے جاسکیں۔ ہر احمدی جو اس جنگ میں ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہے یہ اقرار کرے کہ وہ آج سے صرف ایک سالن استعمال کرے گا۔ روٹی اور سالن یا چاول اور سالن۔ یہ دو چیزیں نہیں بلکہ دونوں مل کر ایک ہوں گے لیکن روٹی کے ساتھ دو سالن ہوں یا چاولوں کے ساتھ دو سالنوں کی اجازت نہ ہوگی۔ (ماخوذ از خطبات محمود، جلد 15، صفحہ 426)

یہ اس زمانے کی بات ہے جب تحریک جدید کا اعلان فرمایا تھا اور اس وقت جماعت کو ضرورت تھی تو تحریک کی کہ اپنے خرچ کم کر کے چندہ دو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب حالات مختلف ہیں۔ اس لیے یہ پابندی نہیں ہے لیکن پھر بھی اسراف سے کام نہیں لینا چاہیے۔

حضرت مصلح موعود آیت وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا (الفرقان: 68) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی عبد الرحمٰن بننا چاہے تو اس کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے وقت دو باتوں کا لحاظ کرے۔ اول یہ کہ وہ اپنے مال میں اسراف نہ کرے۔ اس کا کھانا صرف تکلّف اور مزے کیلئے نہیں ہوتا بلکہ قوت طاقت اور بدن کو قائم رکھنے کیلئے ہوتا ہے۔ اس کا پہننا آرائش کیلئے نہیں ہوتا بلکہ بدن کو ڈھانکنے اور خدا تعالیٰ نے جو اسے حیثیت دی ہے اس کے محفوظ رکھنے کیلئے ہوتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کا طرزِ عمل بتاتا ہے کہ وہ اسی طرح کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ ایک دفعہ ملک شام کو تشریف لے گئے وہاں بعض صحابہ نے ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ (ریشمی کپڑوں سے مراد وہ کپڑے ہیں جس میں کسی قدر ریشم تھا ورنہ خالص ریشم کے کپڑے سوائے کسی بیماری کے مردوں کو پہننے منع ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ ان لوگوں پر خاک پھینکو یعنی بُرا منایا اور ان سے کہا کہ تم اب ایسے آسائش پسند ہو گئے ہو کہ ریشمی کپڑے پہنتے ہو۔ اس پر ان صحابہ میں سے ایک نے کرتہ اٹھا کر دکھایا تو معلوم ہوا کہ اس نے نیچے موٹی اون کا سخت کرتہ پہنا ہوا تھا۔ اس نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ ہم نے ریشمی کپڑے اس لیے نہیں پہنے کہ ہم ان کو پسند کرتے ہیں بلکہ اس لیے کہ اس ملک کے لوگوں کی طرز ہی ایسی ہے۔ اور یہ بچپن سے ایسے امراء کو دیکھنے کے عادی ہیں جو نہایت شان وشوکت سے رہتے تھے۔ پس ہم نے بھی ان کی رعایت سے اپنے لباسوں کو ملکی سیاست کے طور پر بدلا ہے ورنہ ہم پر ان کا کوئی اثر نہیں۔ پس صحابہ کا عمل بتاتا ہے کہ اسراف سے کیا مراد ہے۔ اس سے یہی مراد ہے کہ مال ایسی اشیاء پر نہ خرچ کرے جن کی ضرورت نہیں اور جن کا مدعا صرف آرائش اور زیبائش ہو۔ غرض خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ عباد الرحمٰن وہ ہوتے ہیں جو اپنے مالوں میں اسراف نہیں کرتے۔

جو مالوں میں اسراف نہ کرتے ہوں وہ اپنے مالوں کو ریا اور دکھاوے کیلئے خرچ نہ کرتے ہوں بلکہ فائدہ اور نفع کیلئے صرف کرتے ہوں۔ پھر اپنے مالوں کو ایسی جگہ دینے سے نہ روکیں جہاں دینا ضروری ہو اور ان کا قوّام ہو یعنی درمیانی ہو (اس فائدہ کا ذریعہ بن رہا ہو۔) نہ اپنے مالوں کو اس طرح لوٹائیں جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے ماتحت نہ ہو اور نہ اس طرح روکیں کہ جائز حقوق کو بھی ادا نہ کریں۔ یہ دو شرطیں عباد الرحمٰن کیلئے مال خرچ کرنے کے متعلق ہیں لیکن بہت لوگ ہیں جو یا تو اسراف کی طرف چلے جاتے ہیں یا بخل کی طرف چلے جاتے ہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود، جلد 5، صفحہ 4، 3)

حضرت عمرؓ دکھاوے اور شان وشوکت والے لباس کے اس قدر خلاف تھے کہ مفتوح دشمن کیلئے بھی یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ وہ کوئی ایسا لباس پہن کے ان کے سامنے آئے جو شان وشوکت والا ہو۔ چنانچہ فارسیوں کے سپہ سالار ہُرمُزان کے واقعہ میں اس کی تفصیل ملتی ہے۔ یہ تفصیل تو مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اس جگہ میں کچھ تھوڑا سا حصہ واضح کرنے کیلئے بیان کرتا ہوں۔

جب تُستُر کی فتح کے وقت فارسیوں کے سپہ سالار ہُرمُزان نے ہتھیار پھینک دیے اور خود کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا اور اسے حضرت عمرؓ کی خدمت میں مدینہ بھیج دیا گیا تو مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے جو مسلمان لے جانے والے تھے انہوں نے اسے اس کا ریشمی لباس پہنا دیا تاکہ حضرت عمرؓ اور مسلمان اس کی اصل ہیئت کو دیکھ سکیں۔ جب حضرت عمرؓ

کے سامنے وہ آیا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا ہُرمُزان ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کو اور اس کے لباس کو بغور دیکھا اور کہا میں آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں اور اللہ سے مدد مانگتا ہوں۔ قافلہ کے لوگوں نے کہا کہ یہ ہُرمُزان ہے۔ اس سے بات کر لیں۔ آپ نے کہا ہرگز نہیں یہاں تک کہ وہ اپنا زرق برق لباس اور زیورات اتار دے۔ یہ سب کچھ اتارا گیا اور پھر حضرت عمرؓ نے اس سے بات کی۔

(ماخوذ از سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی صفحہ 424 تا 425 دار المعرفہ بیروت 2007ء)

حضرت عمرؓ کی عاجزی اور تقویٰ کے معیار کے بارے میں اس بات سے اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت عُروَہ بن زُبیرؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے عمر بن خطابؓ کو کندھے پر پانی کا ایک مشکیزہ اٹھائے ہوئے دیکھا تو میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپؓ کیلئے یہ مناسب نہیں ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ جب وفود اطاعت اور فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے پاس آئے، مختلف قوموں کے وفد جب اطاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آئے تو میرے دل میں اپنی بڑائی کا احساس ہوا۔ اس لیے میں نے اس بڑائی کو توڑنا ضروری سمجھا۔

(سیرت عمر بن الخطاب از علی محمد الصلابی صفحہ 122 دار المعرفۃ بیروت 2007ء)

یہ بڑائی کیوں پیدا ہوئی؟ اس لیے میں نے سوچا کہ میں پھر اس کو اس طرح توڑوں کہ پانی کا مشکیزہ اٹھا کے لے کے جاؤں۔

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطبؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ مکہ سے قافلے کی صورت میں واپس آ رہے تھے یہاں تک کہ ہم ضَجْنَان کی گھاٹیوں میں پہنچے تو لوگ رک گئے۔ ضَجْنَان مکہ سے پچیس میل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اس جگہ پر وہ وقت بھی یاد ہے جب میں اپنے والد خطاب کے اونٹ پر ہوتا تھا اور وہ بہت سخت طبیعت کے انسان تھے۔ ایک مرتبہ میں ان اونٹوں پر لکڑیاں لے کر جاتا تھا اور دوسری مرتبہ ان پر گھاس لے کر جاتا تھا۔ آج میرا یہ حال ہے کہ لوگ میرے علاقے کے دُور دراز میں سفر کرتے ہیں اور میرے اوپر کوئی نہیں۔ یعنی میں ایک وسیع و عریض علاقے کا حاکم ہوں جس میں لوگ دُور دور تک سفر کرتے ہیں اور مجھ سے ملنے آتے ہیں اور میرے اوپر دنیا کا کوئی حکمران نہیں ہے جو مجھ پر حکومت کرتا ہو۔ پھر یہ شعر پڑھا۔ لَا شَيْءَ فِيمَا تَرَى إِلَّا بَشَاشَتُهُ ۞ يَبْقَى الْإِلٰهُ وَيُودِي الْمَالُ وَالْوَلَدُ

یعنی جو کچھ تمہیں نظر آتا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں سوائے ایک عارضی خوشی کے۔ صرف خدا کی ذات باقی رہے گی جبکہ مال اور اولاد فنا ہو جائے گی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ 202 عمر بن الخطاب مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) (فتح الباری جلد 2 صفحہ 144 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں ''حضرت عمرؓ حج سے آتے ہوئے ایک درخت کے پاس کھڑے ہو گئے۔ حذیفہ جو بے تکلف تھا اس نے جرأت کی اور وجہ پوچھی آپؓ نے فرمایا کہ ایک وقت تھا کہ جب میں اپنے ایک اونٹ کو چراتا تھا اور اس درخت کے نیچے میرے والد نے مجھے بہت زجر و توبیخ کی تھی اور اب یہ وقت ہے کہ اونٹ تو کیا کئی لاکھ آدمی میری آنکھ کے اشارے پر جان دینے کو تیار ہیں۔''

(حقائق الفرقان، جلد سوم، صفحہ 326)

اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ''کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ اونٹوں کے چرانے والا ایک شخص عظیم الشان بادشاہ بن گیا اور صرف دنیاوی بادشاہ نہیں بنا بلکہ روحانی بھی۔ یہ حضرت عمرؓ تھے جو ابتدائے عمر میں اونٹ چرایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ حج کو گئے تو راستہ میں ایک مقام پر کھڑے ہو گئے۔ دھوپ بہت سخت تھی جس سے لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی لیکن کوئی یہ کہنے کی جرأت نہ کرتا کہ آپؓ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ آخر ایک صحابی کو جو حضرت عمرؓ کے بڑے دوست تھے اور جن سے آپ فتنہ کے متعلق پوچھا کرتے تھے لوگوں نے کہا کہ آپ ان سے پوچھیں'' حضرت عمرؓ سے پوچھیں ''کہ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ انہوں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ آگے چلئے یہاں کیوں کھڑے ہو گئے ہیں۔'' حضرت عمرؓ نے ''فرمایا کہ میں یہاں اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ ایک دفعہ میں اونٹ چرانے کی وجہ سے تھک کر اس درخت کے نیچے لیٹ گیا تھا۔ میرا باپ آیا اور اس نے مجھے مارا کہ کیا تجھے اس لئے بھیجا تھا کہ وہاں جا کر سو رہنا۔ تو ایک وقت میں میری یہ حالت تھی لیکن میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا تو خدا تعالیٰ نے مجھے یہ درجہ دیا کہ آج اگر لاکھوں آدمیوں کو کہوں تو وہ میری جگہ جان دینے کو تیار ہیں۔ اس واقعہ سے اور نیز اس قسم کے اَور بہت سے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ کس حالت میں تھے اور رسول کریمؐ کی اتباع سے ان کی کیا حالت ہو گئی اور انہوں نے وہ درجہ اور علم پایا جو کسی کو حاصل نہ تھا۔'' حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''یہ قصہ میں نے اس لئے سنایا ہے کہ دیکھو ایک اونٹ چرانے والے کو دین اور دنیا کے وہ وہ علم سکھائے گئے جو کسی کو سمجھ نہیں آسکتے۔ ایک طرف اونٹ یا بکریاں چرانے کی حالت کو دیکھو کیسی علم سے دور معلوم ہوتی ہے اور دوسری طرف اس بات پر غور کرو کہ اب بھی جبکہ یورپ کے لوگ ملک داری کے قوانین سے نہایت واقف اور آگاہ ہیں حضرت عمرؓ کے بنائے ہوئے قانون کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ایک اونٹ کا چرواہا اور سلطنت کیا تعلق رکھتے ہیں؟ لیکن دیکھو کہ انہوں نے وہ کچھ کیا کہ آج دنیا ان کے آگے سر جھکاتی ہے اور ان کی سیاست دانی کی تعریف کرتی ہے۔ پھر دیکھو حضرت ابوبکرؓ ایک معمولی تاجر تھے لیکن اب دنیا حیران ہے کہ ان کو یہ فہم، یہ عقل اور یہ فکر کہاں سے مل گیا۔ میں بتاتا ہوں کہ ان کو قرآن شریف سے سب کچھ ملا۔ انہوں نے قرآن شریف پر غور کیا اس لئے ان کو وہ کچھ آ گیا جو تمام دنیا کو نہ آتا تھا کیونکہ قرآن شریف ایک ایسا ہتھیار ہے کہ جب اس کے ساتھ دل کو صیقل کیا جائے تو ایسا صاف ہو جاتا ہے کہ تمام دنیا کے علوم اس میں نظر آ جاتے ہیں اور انسان پر ایک ایسا دروازہ کھل جاتا ہے کہ پھر کسی کے روکے وہ علوم جو اس کے دل پر نازل کئے جاتے ہیں نہیں رک سکتے۔ پس ہر ایک انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کو پڑھنے اور غور کرنے کی کوشش کرے۔'' (انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 130-131)

حضرت عمرؓ کی عاجزی اور انکساری کے بارے میں ایک روایت میں اس طرح ذکر ملتا ہے۔ جُبَیر بن نُفَیر سے روایت ہے کہ ایک جماعت نے عمر بن خطاب سے کہا اے امیر المومنین! اللہ کی قسم ہم نے کسی شخص کو آپ سے زیادہ انصاف کرنے والا، زیادہ حق گو اور منافقین پر سختی کرنے والا نہیں دیکھا۔ بیشک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔ عوف بن مالک نے اس کہنے والے شخص کو کہا کہ اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ بولا ہے۔ یقیناً ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے بہتر کو دیکھا ہے یعنی حضرت عمرؓ سے بہتر کو بھی دیکھا۔ تو حضرت عمرؓ نے پوچھا اے عوف! وہ کون ہے تو انہوں نے کہا ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا عوف نے سچ بولا اور اس شخص کو کہا کہ تم نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم! ابوبکرؓ مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہیں اور میں اپنے گھر والوں کے اونٹوں سے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہوں۔ (کنز العمال مجلد السادس کتاب فضائل الصحابہ روایت نمبر 35624 دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ یہ تکرار بڑھ گئی۔ حضرت عمرؓ کی طبیعت تیز تھی۔ اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے مناسب سمجھا کہ وہ اس جگہ سے چلے جائیں تا کہ جھگڑا خواہ مخواہ زیادہ نہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جانے کی کوشش کی تو حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر حضرت ابوبکرؓ کا کرتہ پکڑ لیا کہ میری بات کا جواب دے کر جاؤ۔ جب حضرت ابوبکرؓ اس کو چھڑا کر جانے لگے تو آپ کا کرتہ پھٹ گیا۔ آپ وہاں سے اپنے گھر کو چلے آئے لیکن حضرت عمرؓ کو شبہ پیدا ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کرنے گئے ہیں۔ وہ بھی پیچھے پیچھے چل پڑے تا کہ میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا عذر پیش کر سکوں لیکن راستے میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ حضرت عمرؓ یہی سمجھے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرنے گئے ہیں وہ بھی سیدھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے۔ وہاں جا کر دیکھا تو حضرت ابوبکرؓ موجود نہ تھے لیکن چونکہ ان کے دل میں ندامت پیدا ہو چکی تھی اس لئے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں ابوبکرؓ سے سختی سے پیش آیا۔ حضرت ابوبکرؓ کا کوئی قصور نہیں۔ میرا ہی قصور ہے۔ جب حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ کو جا کر کسی نے بتایا کہ حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی شکایت کرنے گئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے بھی اپنی براءت کیلئے جانا چاہئے تا کہ یکطرفہ بات نہ ہو جائے اور میں بھی اپنا نقطہ نگاہ پیش کر سکوں۔ جب حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مجلس میں پہنچے تو حضرت عمرؓ عرض کر رہے تھے کہ یا رسول اللہؐ! مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے تکرار کی اور ان کا کرتہ مجھ سے پھٹ گیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو غصہ کے آثار آپ کے چہرہ پر ظاہر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے جب ساری دنیا میرا انکار کرتی تھی اور تم لوگ بھی میرے مخالف تھے اس وقت ابوبکرؓ ہی تھا جو مجھ پر ایمان لایا اور ہر رنگ میں اس نے میری مدد کی۔ پھر افسردگی کے ساتھ فرمایا کیا اب بھی تم مجھے اور ابوبکرؓ کو نہیں چھوڑتے؟ آپ یہ فرما رہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ داخل ہوئے۔ یہ ہوتا ہے سچے عشق کا نمونہ کہ بجائے یہ عذر کرنے کے کہ یا رسول اللہؐ! میرا قصور نہ تھا عمرؓ کا قصور تھا۔'' حضرت ابوبکر جب داخل ہوئے اور ''آپؓ نے جب دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خفگی پیدا ہو رہی ہے آپؓ سچے عاشق کی حیثیت سے برداشت نہ کر سکے کہ میری وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو'' اس لئے حضرت ابوبکرؓ ''آتے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! عمر کا قصور نہیں تھا میرا قصور تھا۔'' (خطبات محمود، جلد 27، صفحہ 313-314)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے عورت کے جنین کے اِسقاط کی صورت میں اس کی دیت کے بارے میں مشورہ کیا۔ مُغیرہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام یا لونڈی کی قیمت بطور دیت ادا کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا ایسا شخص لاؤ جو تمہارے ساتھ اس بات کی گواہی دے۔ پھر محمد بن مَسْلَمہ نے گواہی دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فیصلہ کیا تھا۔ (صحیح البخاری کتاب الدیات باب جنین المراۃ روایت نمبر 6905، 6906) یعنی کسی ظلم کی وجہ سے یا زبردستی کسی عورت کا اِسقاط ہو جائے یا کروایا جائے تو پھر اس کی دیت دینی ضروری ہے اور جس نے یہ ظلم کیا ہو وہ دیت دے گا اور ایک لونڈی یا غلام آزاد کرے گا۔

حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے کہا السلام علیکم۔ کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل میں کہا ابھی تو ایک بار اجازت طلب کی ہے۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر پھر انہوں نے کہا السلام علیکم۔ کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل میں کہا یعنی جواب دل میں دیا اور پھر کہا کہ ابھی دو ہی بار اجازت طلب کی ہے۔ تھوڑی دیر مزید خاموش رہ کر انہوں نے پھر کہا السلام علیکم۔ کیا مجھے اندر داخل ہونے کی اجازت ہے؟ جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تین بار اجازت طلب کر چکے تو پھر واپس ہو لیے۔ جب تین بار انہوں نے اجازت لے لی اور حضرت عمرؓ کا جواب نہیں سنا تو واپس چلے گئے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربان سے کہا ابوموسیٰ نے کیا کیا؟ اس نے کہا کہ لَوٹ گئے ہیں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ انہیں بلا کر میرے پاس لاؤ۔ پھر جب وہ ان کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے سنت پر عمل کیا ہے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سنت پر؟ قسم اللہ کی تمہیں اس کے سنت ہونے پر دلیل اور ثبوت پیش کرنا ہو گا ورنہ میں تمہارے ساتھ سخت برتاؤ کروں گا۔ ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ پھر وہ ہمارے پاس آئے۔ اس وقت ہم انصار کی ایک جماعت کے ساتھ تھے۔ ابوموسیٰ اشعری نے کہا اے انصار کی جماعت! کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو دوسرے لوگوں سے زیادہ جاننے والے نہیں ہو، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا اَلْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ؟ یعنی اجازت طلبی تین بار ہے۔ اگر تمہیں اجازت دے دی جائے تو گھر میں جاؤ اور اگر اجازت نہ دی جائے تو لوٹ جاؤ۔ یہ سن کر لوگ ان سے ہنسی مذاق کرنے لگے۔ ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا سر ابوموسیٰ اشعری کی طرف اونچا کر کے کہا اس سلسلہ میں جو بھی سزا آپ کو ملے گی میں اس میں حصہ دار ہوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے ٹھیک کہا ہے۔ راوی کہتے ہیں پھر وہ یعنی ابوسعید، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان کو اس حدیث کی خبر دی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ٹھیک ہے مجھے اس حدیث کا علم نہیں تھا اور اب مجھے علم ہو گیا ہے۔ (سنن الترمذی کتاب الاستئذان باب ما جاء فی الاستئذان ثلاثۃ، حدیث 2690)

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سمیت اَور لوگ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے اٹھ کر چلے گئے مگر آپ کو واپسی میں دیر ہو گئی اور ہم ڈرے کہ آپ ہم سے کٹ نہ جائیں اور ہم گھبرا گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے مجھے فکر پیدا ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈنے کیلئے باہر نکل پڑا یہاں تک کہ میں انصار کے ایک باغ کے پاس آیا جو بنونجار کا تھا۔ میں نے اس کے گرد چکر لگایا کہ دروازہ ڈھونڈوں مگر میں نے دروازہ نہ پایا پھر دیکھا کہ پانی کا ایک بڑا نالہ باہر ایک کنوئیں سے باغ کے اندر جاتا ہے تو کہتے ہیں میں اس میں لومڑی کے سمٹنے کی طرح سمٹ کر نالے کے

ذریعہ سے داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا۔ آپؐ نے پوچھا ابوہریرہ؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے کہا آپؐ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ پھر آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے مگر واپسی میں آپ کو دیر ہوگئی تو ہم ڈر گئے کہ آپ ہم سے کٹ نہ جائیں تو ہم گھبرا گئے۔ سب سے پہلے مجھے فکر پیدا ہوئی اور میں اس باغ کے پاس آیا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر اس میں داخل ہوا اور وہ لوگ میرے پیچھے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے جوتے دیے اور آپؐ نے فرمایا اے ابوہریرہ! میرے یہ دونوں جوتے لے جاؤ اور جو کوئی اس باغ کے پرے تمہیں ملے اور یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں اور دل سے اس بات پر یقین رکھتا ہو تو اس بات پہ اسے جنت کی بشارت دے دو۔

کہتے ہیں: میں جب گیا تو سب سے پہلے حضرت عمرؓ ملے۔ انہوں نے کہا اے ابوہریرہ! یہ جوتے کیسے ہیں؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نشانی کے طور پر مجھے دیے ہیں اور ان دونوں کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں جس سے ملوں اور وہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور دل سے اس پر یقین رکھتا ہو تو میں اسے جنت کی بشارت دوں۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس پر حضرت عمرؓ نے غصہ میں زور سے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میں پشت کے بل گرا۔ انہوں نے کہا اے ابوہریرہ! واپس جاؤ۔ خیر کوئی ضرورت نہیں کسی کو کچھ کہنے کی۔ کہتے ہیں مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس گیا اور رونے ہی لگا تھا کہ حضرت عمرؓ بھی میرے پیچھے پیچھے آ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا میں عمر سے ملا تھا اور ان سے جو آپؐ نے مجھے دے کر بھیجا تھا بیان کیا تو عمر نے مجھے سینے پر زور سے ہاتھ مارا۔ میں پشت کے بل گر گیا۔ انہوں نے کہا واپس جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ کیا آپؐ نے اپنی جوتیوں کے ساتھ ابوہریرہ کو بھیجا تھا کہ جو اسے ملے اور گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کا دل اس بات پر یقین رکھتا ہو تو اسے جنت کی بشارت دے دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ ایسا نہ کیجیے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ پھر اسی پر بھروسہ کرنے لگ جائیں گے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ ان کو عمل کرنے دیں وہ عمل کریں اور نیکیوں کا جو حکم ہے، احکامات ہیں ان پر عمل کرنے دیں تا کہ وہ حقیقی مومن بنیں۔ نہیں تو یہ صرف اسی بات پر قائم ہو جائیں گے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنا ہی جنت کی بشارت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا رہنے دو۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنۃ قطعًا۔ حدیث 147) ٹھیک ہے، اسی طرح کرتے ہیں۔ بڑی محتاط طبیعت تھی حضرت عمرؓ کی۔

حضرت عمرؓ سے ڈر کر شیطان بھی بھاگتا ہے اس بارے میں بھی بعض روایات ہیں۔ صحیح بخاری میں ایک روایت ہے۔ حضرت سعد بن وقاصؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی اور اس وقت آپ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ آپ سے باتیں کر رہی تھیں اور آپ سے زیادہ خرچ مانگ رہی تھیں۔ ان کی آواز آپ کی آواز سے اونچی تھی۔ جب حضرت عمر بن خطاب نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو وہ اٹھ کر جلدی سے پردے میں چلی گئیں اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو آنے کی اجازت دی۔ حضرت عمرؓ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! اللہ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان عورتوں سے متعجب ہوں جو میرے پاس تھیں۔ جب انہوں نے آپ کی آواز سنی جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! حالانکہ آپ زیادہ لائق ہیں کہ آپ سے ڈریں۔ پھر حضرت عمرؓ نے عورتوں کو مخاطب کیا اونچی آواز میں اور کہنے لگے: اے اپنی جانوں کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔ وہ بولیں ہاں آپ تو بڑے سخت مزاج اور سخت دل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نہیں ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خطاب کے بیٹے سنو۔ اسی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ شیطان جب کبھی بھی تمہارے راستے پر چلتے ہوئے ملا ہے تو ضرور ہی اس نے اپنا وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ لیا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی باب فضائل حضرت عمرؓ حدیث 3683)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ہم نے شور سنا اور بچوں کی آوازیں بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ وہاں حبشہ کی ایک عورت تھی جو ناچ کر کرتب دکھا رہی تھی اور بچے اس کے ارد گرد جمع تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ آ جاؤ اور دیکھ لو۔ میں آئی اور اپنی ٹھوڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھ کر دیکھنے لگی۔ میری ٹھوڑی آپ کے سر اور کندھے کے درمیان تھی۔ پھر آپ مجھ سے فرمانے لگے کیا تم سیر نہیں ہوئی؟ میں نے کہا ابھی نہیں تا کہ میں دیکھوں کہ آپ کو میری کتنی قدر ہے۔ جب حضرت عمرؓ آئے تو لوگ اس عورت کے پاس سے بھاگ گئے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ جن وانس کے شیطان عمر سے بھاگتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں پھر میں وہاں سے لوٹ آئی۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب قولہ ان الشیطان لیخاف منک یا عمر حدیث 3691)

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کیلئے نکلے۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام لونڈی نے آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو سلامتی سے واپس لے آیا تو میں آپؐ کے سامنے دف بجا کر گانا گاؤں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے نذر مانی ہے تو بجا لو ورنہ نہیں۔ چنانچہ وہ دف بجانے لگی اور حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ وہ دف بجاتی رہی۔ پھر حضرت علیؓ آئے تو وہ دف بجاتی رہی۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے تو پھر بھی دف بجاتی رہی۔ پھر حضرت عمرؓ تشریف لائے تو اس نے دف اپنے نیچے رکھ لی اور اس کے اوپر بیٹھ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! شیطان بھی تجھ سے ڈرتا ہے۔ میں بیٹھا تھا تو یہ دف بجاتی رہی۔ پھر ابوبکر آئے یہ دف بجاتی رہی۔ پھر علی آئے تو بھی بجاتی رہی۔ پھر عثمان آئے تو یہ بجاتی رہی مگر اے عمر! جب تم آئے ہو تو اس نے دف رکھ دی ہے۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب قولہ ان الشیطان لیخاف منک یا عمر حدیث 3690)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو کہا تھا کہ اگر شیطان تجھ کو کسی راہ میں پاوے تو دوسری راہ اختیار کرے اور تجھ سے ڈرے اور اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان حضرت عمرؓ سے ایک نامرد ذلیل کی طرح بھاگتا ہے۔“ (نور الحق حصہ اول، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 143)

حضرت عمرؓ کی زبان اور دل پر حق اور سکینت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا۔ (سنن ترمذی کتاب المناقب باب ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ حدیث: 3682)

حضرت ابن عباسؓ اپنے بھائی فضل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عمر بن خطاب میرے ساتھ ہوتا ہے جہاں میں پسند کرتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جہاں وہ پسند کرتا ہے اور میرے بعد عمر بن خطاب جہاں ہوگا حق اس کے ساتھ رہے گا۔

(سیرت عمر بن خطاب از ابن الجوزی صفحہ 21 المطبعۃ المصریۃ الازہر)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے کہ سکینت حضرت عمرؓ کی زبان اور دل پر جاری ہوتی ہے۔ (کنز العمال مجلد السادس جزء 12، کتاب الفضائل، فضائل عمر، روایت 35870، دار الکتب العلمیۃ 2004ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی سے کہا کہ میرا سامانِ سفر باندھنا شروع کرو۔ انہوں نے رخت سفر باندھنا شروع کیا اور حضرت عائشہؓ سے کہا میرے لئے ستو وغیرہ یا دانے وغیرہ بھون کر تیار کرو۔ اسی قسم کی غذائیں ان دنوں میں ہوتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے مٹی وغیرہ پھٹک کے دانوں سے نکالنی شروع کی۔ حضرت ابوبکرؓ گھر میں بیٹی کے پاس آئے اور انہوں نے یہ تیاری دیکھی تو پوچھا عائشہؓ! یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا رسول اللہؐ کے کسی سفر کی تیاری ہے؟ کہنے لگیں سفر کی تیاری ہی معلوم ہوتی ہے۔ آپؐ نے سفر کی تیاری کیلئے کہا ہے۔ کہنے لگے کوئی لڑائی کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کچھ پتہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا سامان سفر تیار کرو اور ہم ایسا کر رہے ہیں۔ دو تین دن کے بعد آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بلایا اور کہا دیکھو! تمہیں پتہ ہے خُزاعہ کے آدمی اس طرح آئے تھے اور پھر بتایا کہ یہ واقعہ ہوا ہے اور مجھے خدا نے اس واقعہ کی پہلے سے خبر دے دی تھی کہ انہوں نے غداری کی ہے۔“ یعنی مکہ والوں نے غداری کی ہے ”اور ہم نے ان سے معاہدہ کیا ہوا ہے۔ اب یہ ایمان کے خلاف ہے کہ ہم ڈر جائیں اور مکہ والوں کی بہادری اور طاقت دیکھ کر ان کے مقابلہ کیلئے تیار نہ ہو جائیں تو ہم نے وہاں جانا ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ نے تو ان سے معاہدہ کیا ہوا ہے اور پھر وہ آپؐ کی اپنی قوم ہے۔ مطلب یہ تھا کہ آپؐ اپنی قوم کو ماریں گے؟“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”فرمایا ہم اپنی قوم کو نہیں ماریں گے۔ معاہدہ شکنوں کو ماریں گے۔ پھر حضرت عمرؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا بسم اللہ! میں تو روز دعائیں کرتا تھا کہ یہ دن نصیب ہو اور ہم رسول اللہؐ کی حفاظت میں کفار سے لڑیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکرؓ بڑا نرم طبیعت کا ہے مگر قول صادق عمرؓ کی زبان سے زیادہ جاری ہوتا ہے۔ فرمایا کرو تیاری۔ پھر آپؐ نے ارد گرد کے قبائل کو اعلان بھجوایا کہ ہر شخص جو اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے وہ رمضان کے ابتدائی دنوں میں مدینہ میں جمع ہو جائے۔ چنانچہ لشکر جمع ہونے شروع ہوئے اور کئی ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہو گیا اور آپؐ لڑنے کے لئے تشریف لے گئے۔“

(سیر روحانی (7)، انوار العلوم جلد 24، صفحہ 260-261)

حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی فضیلت کے بارے میں ایک روایت ہے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیین والوں میں سے کوئی شخص جنت والوں پر جھانکے گا تو اس کے چہرہ کی وجہ سے جنت جگمگا اٹھے گی۔ گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ان میں سے ہیں اور وہ دونوں کیا ہی خوب ہیں۔

(سنن ابوداؤد کتاب الحروف والقراءات، حدیث 3987)

ابوعثمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو ذَاتُ السَّلَاسِل کی فوج پر افسر مقرر کر کے بھیجا۔ اس زمانے کا جو سفر کا طریقہ ہوتا تھا اس کے مطابق یہ مدینہ سے کوئی ایک دن کے سفر پہ واقع جگہ ہے۔ اور وادی القریٰ سے آگے قبیلہ جُذَام کے علاقے میں ایک کنویں کا نام ہے۔ حضرت عمرو کہتے ہیں کہ جب میں آپ کے پاس واپس آیا تو میں نے آپ سے پوچھا: لوگوں میں سے آپ کو کون زیادہ پیارا ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہ۔ میں نے کہا مردوں میں سے کون زیادہ پیارا ہے، آپ نے فرمایا اس عائشہ کا باپ۔ میں نے کہا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا عمر۔ پھر آپ نے کئی مَردوں کا نام لیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ السلاسل ...... حدیث 4358) (فرہنگ سیرت، صفحہ 152، زوار اکیڈیمی کراچی 2003ء)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار میں سے اپنے صحابہ کے پاس نکل کر آتے اور وہ بیٹھے ہوتے۔ ان میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تو ان میں سے کوئی اپنی نگاہ آپ کی طرف نہیں اٹھاتا تھا سوائے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے۔ یہ دونوں آپ کو دیکھتے اور مسکراتے اور آپ ان دونوں کو دیکھتے اور مسکراتے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مالابی بکر وعمر عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... حدیث 3668)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور آپ اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے ان میں سے ایک آپ کے دائیں جانب تھے اور دوسرے بائیں جانب اور آپ ان دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اسی طرح ہم قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب قولہ لابی بکر وعمر: ہکذا نبعث یوم القیامۃ، حدیث 3669)

عبداللہ بن حَنْطَبْ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا: یہ دونوں کان اور آنکھ ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب قولہ فیہما ہذان السمع والبصر، حدیث 3671)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر انسان! اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سنو! اگر تم ایسا کہہ رہے ہو تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کسی آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا جو عمر سے بہتر ہو۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب قول عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث 3684)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین شق ہو گی۔ پھر ابوبکر۔ پھر عمر رضی اللہ عنہما۔ پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤں گا تو وہ میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ پھر میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ حرمین کے درمیان اٹھایا جاؤں گا۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکر ثم عمر حدیث 3692)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس جنت والوں میں سے ایک شخص آرہا ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: تمہارے پاس جنت والوں میں سے ایک شخص آرہا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب اخبارہ عن اطلاع رجل من اہل الجنۃ فاطلع عمر، حدیث 3694)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے بارے میں فرمایا۔ یہ دونوں جنت کے اوّلین اور آخرین کے تمام بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء اور مرسلین کے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب اقتدوا بالذین من بعدی، حدیث 3664)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ان دونوں ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب اقتدوا بالذین من بعدی، حدیث 3662)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے آسمان والوں میں سے دو وزیر ہوتے ہیں اور زمین والوں میں سے بھی دو وزیر ہوتے ہیں۔ آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبرئیل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فاماوزیرای فی الارض...... حدیث 3680)

حضرت حُذَیفہؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ میں کب تک تمہارے درمیان رہوں گا۔ پس تم لوگ ان دونوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کیا۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر کلیھما، حدیث 3663)

حضرت ابوبَکرَہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا: تم میں سے کس نے خواب دیکھی ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا گویا کہ ایک میزان ہے۔ آسمان سے اترا ہے اور آپؐ کو اور حضرت ابوبکرؓ کو تولا گیا تو آپؐ حضرت ابوبکرؓ سے بھاری ہوئے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو تولا گیا تو حضرت ابوبکرؓ بھاری ہوئے۔ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو تولا گیا تو حضرت عمرؓ بھاری ہوئے۔ اس کے بعد میزان ترازو اٹھا لی گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے۔

ایک اَور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کے سننے کے بعد فرمایا: یہ نبوت کی خلافت ہے۔ اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا بادشاہت عطا فرمائے گا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، حدیث 4634-4635) (عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، جزء 12، صفحہ 387، 388، کتاب السنہ، باب فی الخلفاء مطبوعہ المکتبۃ السّلفیہ مدینہ 1969ء)

عَبدِ خَیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اے لوگو! کیا میں تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں۔ لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا ابوبکرؓ ہیں۔ پھر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر کہنے لگے اے لوگو! کیا میں تمہیں حضرت ابوبکرؓ کے بعد اس امت کے سب سے بہترین انسان کے بارے میں بتاؤں وہ عمرؓ ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء از امام اصفہانی، جلد 7، صفحہ 205، حدیث 10323، مکتبہ ایمان منصورہ 2007ء)

ابو جُحَیفہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہترین ابوبکرؓ ہیں۔ پھر عمرؓ ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء از امام اصفہانی، جلد 7، صفحہ 205، حدیث 10325، مکتبہ ایمان منصورہ 2007ء)

یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ آئندہ بھی ان شاء اللہ یہ بیان ہوگا۔ کچھ دیر حضرت عمرؓ کا یہ ذکر چلے گا۔

اس وقت میں نماز کے بعد کچھ جنازے پڑھاؤں گا جن کا ذکر یہاں کر دیتا ہوں۔ پہلا ذکر مکرم کامران احمد صاحب شہید ابن نصیر احمد صاحب آف پشاور کا ہے۔ 9/نومبر کو مخالفین نے ان کے آفس میں فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ شہید کی عمر چوالیس (44) سال تھی۔ پشاور میں ایک احمدی مکرم شفیق الرحمٰن صاحب کی فیکٹری میں بطور اکاؤنٹنٹ کام کر رہے تھے۔ ایک مسلح شخص دفتر میں آیا اور آ کے فائرنگ کر دی۔ انہیں چار گولیاں لگیں اور موقع پر شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ وقوعہ کے بعد قاتل فرار ہو گیا۔ شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد مکرم نصیر احمد صاحب کے نانا حضرت نبی بخش صاحب ابن فتح دین صاحب آف بھینی بانگر نزد قادیان کے ذریعہ سے ہوا تھا جنہوں نے 1902ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ شہید مرحوم نے کچھ عرصہ قبل ایک دکان لے کر اپنے بھائی کے ساتھ ایک آفس بنایا تھا۔ مالک دکان نے محض احمدی ہونے کی بنا پر ایک دن کے نوٹس پر دکان خالی کروالی اور اس کے بعد چوک کا نام ختم نبوت چوک رکھ دیا گیا۔ قریبی ایک دکان لینے پر مخالفین نے جلوس نکال کر وہ دکان بھی خالی کروالی۔ ان کے گھر کے قریب اکتوبر میں بڑا جلسہ کیا گیا اور جماعت کے خلاف شدید اشتعال انگیز تقاریر کی گئیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اس علاقے میں اتنا بڑا جلسہ ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اس علاقے میں شدید نفرت کی فضا قائم ہو گئی۔ شہید مرحوم عرصہ کئی سال سے ایک پرائیویٹ ادارے کے اکاؤنٹس کے معاملات کو بھی دیکھتے تھے۔ مخالفت کی وجہ سے انہوں نے وہاں سے معذرت کر دی تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ کا کردار اور دیانت ایسی ہے کہ ہم آپ کو نہیں چھوڑ سکتے چاہے چند منٹ کیلئے ہمارے پاس آجایا کریں اور جب ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو وہ لوگ بڑے تکلیف میں تھے۔ شہید مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کے والد کہتے ہیں کہ رات کو دیر سے گھر آنے پر ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ بڑی دیر سے گھر آئے ہو۔ کیا وجہ ہے؟ تو کہنے لگے فلاں جو مخالف احمدیت ہے بلکہ معاند ہے، اس مخالف کی فیملی میں کسی عورت کو خون کی ضرورت تھی اس کو خون دے کے آیا ہوں اور خون اس لیے دیا ہے کہ یہ لوگ مالی لحاظ سے کمزور ہیں اور مجبور ہیں اور ان کا اپنا کردار ہے اور ہمارا اپنا کردار ہے۔ ہمیشہ خدمت میں پیش پیش رہتے۔ جماعتی خدمت اور ڈیوٹیوں میں سب سے پہلے حاضر ہوتے اور ہمیشہ حساس مقام پر خود کھڑے ہوتے۔ پھر ہجرت کرنے کیلئے جب ان کو مشورہ دیا جاتا تو کہتے اگر ہم لوگ یہاں سے چلے گئے تو کمزور احمدیوں کے مسائل اَور بڑھ جائیں گے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں ان کی بڑی نمایاں حیثیت تھی۔ چندہ جات کی تحریک کے وقت ہمیشہ اوّلین وقت میں ادائیگی کیا کرتے تھے۔ بارہ تیرہ سال کی عمر میں ایک دفعہ مباہلہ پمفلٹ تقسیم کرنے کی وجہ سے ان کو پولیس نے پکڑ کر حوالات میں بھی بند کر لیا۔ اگلے روز ان کی رہائی ہوئی۔ کہتے ہیں واقعہ شہادت سے دو دن پہلے انہوں نے خواب دیکھی تھی کہ ایک بزرگ خاتون ان کے گھر کی صفائی کر رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ خلیفہ رابع نے آنا ہے تو کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد حضور رحمہ اللہ تشریف لائے اور شہید مرحوم کا ہاتھ پکڑ لیا اور بڑے پیار سے کہا کہ ہم اکٹھے رہیں گے اور تم نے میرے ساتھ ہی رہنا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ وصیت کے نظام میں شامل تھے۔ نرم مزاج، علاقے کی ہردلعزیز شخصیت تھے۔ شریف النفس، غریبوں کے ہمدرد، خلافت سے بے پناہ عشق رکھنے والے۔ پسماندگان میں ان کے والد نصیر احمد صاحب اور والدہ ہیں اور اہلیہ ہیں اور تیرہ سال، گیارہ سال اور آٹھ سال کے تین بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کا بھی حافظ و ناصر ہو اور سب کو حوصلہ اور صبر عطا فرمائے اور ان سے بھی مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کی والدہ بھی بیمار ہیں۔ ان کیلئے بھی دعا کریں۔ کینسر کی مریضہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

دوسرا ذکر ڈاکٹر مرزا نُبَیر احمد اور ان کی اہلیہ عائشہ عنبر سید کا ہے۔ امریکہ میں ملوا کی (Milwakee) میں ایک حادثے میں ان دونوں کی وفات ہو گئی۔ ڈاکٹر مرزا نبیر احمد کی عمر پینتیس (35) سال تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے پڑدادا حضرت ڈپٹی میاں محمد شریف صاحب تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اور مرحوم کی دادی ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان کے پڑنانا بھی صحابی تھے۔ ان کے خاندان میں کافی صحابہ ہیں۔ 2012ء میں یہ امریکہ منتقل ہوئے۔ سترہ سال کی عمر میں ان کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ مرحوم ملوا کی مسجد کیلئے ایک نئی عمارت خریدنے کیلئے مقامی جماعت کے سب سے زیادہ عطیہ پیش کرنے والے احباب میں شامل تھے۔ پسماندگان میں ان کے والد مرزا نصیر احمد صاحب ہیں جو اس وقت سیکرٹری امور عامہ اسلام آباد ہیں۔ والدہ لجنہ اسلام آباد کی ریجنل صدر ہیں۔ بہن ہیں نادیہ اور دو بھائی ہیں۔ اور ان کی اہلیہ عائشہ عنبر جو ان کے ساتھ تھیں جن کی وفات ہوئی وہ سید سجاد احمد شاہ صاحب جاپان کی بیٹی تھیں اور جاپان میں آجکل ہمارے مربی سلسلہ سید ابراہیم کی ہمشیرہ تھیں۔ ان کے خاندان میں احمدیت سید عبدالرحیم شاہ صاحب آف پھگلہ کے ذریعہ سے آئی تھی۔ 1930ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی تھی اور جیسا کہ میں نے بتایا کہ عائشہ عنبر کی وفات بھی اپنے خاوند کے ساتھ ہی ایکسیڈنٹ میں دو دن کے بعد ہوئی۔ مرحومہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی ایک فعال ٹیم ممبر تھیں اور میرے خطبات جو تھے ان کا جاپانی میں لائیو ترجمہ بھی کیا کرتی تھیں اور جاپانی زبان میں subtitling بھی کیا کرتی تھیں۔ ان کے لواحقین میں ان کے والد سید سجاد احمد ہیں، والدہ سیدہ درثمین سید ہیں۔ تین بھائی اور ایک بہن ہیں۔ ان کے بھائی ابراہیم صاحب جو جاپان میں مربی سلسلہ ہیں وہ کہتے ہیں بہت سارے جماعتی کاموں میں میری مدد کرتی تھیں۔ ''لیکچر لاہور'' اور ''ہمارا خدا'' کے جاپانی ترجمہ میں میری مدد کرتی رہیں اور ایسا ترجمہ کرتی تھیں کہ میں ہمیشہ حیران ہوتا تھا کہ باوجود فارسی پڑھنے کے اتنا اچھا ترجمہ کیسے کر لیتی ہیں۔ ان کی بڑی بہن فاطمہ ہیں وہ کہتی ہیں کہ ان کی ایک ڈائری تھی جو اتفاق سے میرے پاس آگئی اور ہر صفحہ دو عنوانات پر مشتمل ہوتا تھا۔ ایک پہ لکھا ہوا تھا میری دنیاوی زندگی اور ایک پہ لکھا ہوا تھا میری روحانی زندگی اور دنیاوی صفحے روزمرہ کی زندگی کے کاموں اور دنیاوی مقاصد کیلئے مختص تھے اور روحانی صفحہ روحانی مقاصد کیلئے اور جماعت کے نوٹس اور دینی علم کیلئے وقف تھا۔ ہر صفحہ بہت خوبصورتی اور سوچ سمجھ کر لکھا ہوتا تھا۔ خلیفہ وقت کے ہر ہر لفظ کو غور سے سننا اور اس پر عمل کرنا اور اپنے بہن بھائیوں کو بھی اس کی تلقین کرنا ان کا خاص طریقہ تھا۔ جاپانی سہیلیوں کو بھی اسلام کی پر حکمت تعلیم سے آگاہ کیا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔

اگلا ذکر چودھری نصیر احمد صاحب کا ہے جو کراچی میں اس وقت کلفٹن جماعت کے سیکرٹری مال تھے۔ چودھری نذیر احمد صاحب ربوہ کے یہ بیٹے تھے۔ انہتر سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ وفات کے وقت یہ اپنی اہلیہ اور برادر نسبتی کو نماز فجر کی امامت کروا رہے تھے تو دوسری رکعت میں سجدے کے دوران اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز کی حالت میں موت کو ایک قابل رشک موت قرار دیا ہے۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 542)

چودھری نذیر احمد صاحب جو ان کے والد تھے ان کو بھی ریٹائرمنٹ کے بعد پچیس سال جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ نائب ناظر زراعت اور وکیل الزراعت رہے۔ ان کے چھوٹے بھائی ہیں چودھری نعیم احمد صاحب وہ انجمن کے اس وقت افسر خزانہ ہیں۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ ہیں نصرت نصیر صاحبہ۔ ان کی اولاد نہیں تھی۔ 1972ء میں کراچی شفٹ ہوئے۔ وہیں ان کا کاروبار تھا۔ وہاں مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کی توفیق ملی اور غیر معمولی خدمت کی انہوں نے توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا ذکر سرداراں بی بی صاحبہ اہلیہ چودھری نبی بخش صاحب دارالرحمت غربی ربوہ کا ہے جن کی گذشتہ دنوں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کا تعلق پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور سے تھا۔ پھر یہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ پہلے سیالکوٹ پھر سندھ۔ والدین اور سارا خاندان شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ 1949ء میں جب اپنے خاندان کے ساتھ آپ نے احمدیت قبول کی تو والدین نے کہا کہ تمہارا خاوند کافر ہو گیا ہے اس لئے تم واپس آ جاؤ۔ خاندان کے ساتھ نہیں اپنے خاوند کے ساتھ احمدیت قبول کی تھی۔ باقی خاندان نے بیعت نہیں کی۔ انہوں نے کہا خاوند کافر ہو گیا ہے اس لیے تم اس کو چھوڑ دو۔ اس پر انہوں نے اپنے گھر والوں کو، خاندان کو جواب دیا کہ اب تو میں صحیح مسلمان ہوئی ہوں۔ آپ کے پاس تو صرف فجر کی نماز پڑھتی تھی اور اب میں نہ صرف پانچ وقت کی نمازیں بلکہ تہجد کی نماز بھی باقاعدگی سے پڑھتی ہوں اس لئے واپس نہیں آؤں گی۔ چودہ سال کے بعد اپنے والدین کو ملنے گئیں تو اس وقت بھی وہ بڑی سرد مہری سے ملے اور اس کے باوجود ان کے دل نرم نہیں ہوئے اور کبھی وہ ان کو ملنے نہیں آئے۔ جماعت سے سچا پیار کرتی تھیں خلافت سے فدائیت کا تعلق تھا۔ غریب پرور، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے بڑے بیٹے ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب کو نصرت جہاں کے تحت پانچ سال سیرالیون میں خدمت کی توفیق ملی۔ چھوٹے بیٹے عبدالخالق نیر صاحب مربی سلسلہ ہیں آج کل کیمرون میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ وہاں مشنری انچارج بھی ہیں۔ امیر بھی ہیں جو میدان عمل میں اس وقت مصروف ہیں اور اس وجہ سے والدہ کے جنازہ میں بھی شامل نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ بھی عطا فرمائے۔ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ہم یہ ایمان اور یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم کامل اور مکمل اور ہر زمانے کے مسائل کا حل ہے اور اس پر عمل کیے بغیر نہ ہی دنیا کے مسائل حل ہو سکتے ہیں نہ ہی معاشرے کے مختلف طبقوں کے حقوق ادا ہو سکتے

اللہ تعالیٰ ان دنیاداروں اور ان دنیاوی حکومتوں کو عقل دے اور اپنی اناؤں کی بجائے انسانیت کو بچانے کی فکر کرنے والے ہوں

قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں اُن حقوق کا بیان جن پر عمل کر کے ہی حقیقت میں مختلف طبقوں کے حقوق قائم ہو سکتے ہیں

دوستوں، مریضوں، یتیموں کے حقوق اور جنگ کرنے والوں کے حقوق نیز معاہدوں کی پاسداری کی بابت اسلام کی بے مثال تعلیمات کا بصیرت افروز بیان

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2021ء کے تیسرے روز سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا معرکہ آرا، بصیرت افروز اور دل نشیں اختتامی خطاب فرمودہ 8/اگست 2021ء بروز اتوار بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن ہمپشئر، یو.کے

(قسط دوم)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مریضوں اور بیماروں کا کس طرح حق ادا فرمایا کرتے تھے اس بارہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ لکھتے ہیں کہ بعض اوقات دوا دَرمل پوچھنے والی، دوائیاں لینے والی گنوار عورتیں زور سے دستک دیتیں اور اپنی سادہ اور گنواری زبان میں کہتیں کہ ''مِرجاجی! جرا بوا کھولوتاں'' کہ مرزا صاحب ذرا دروازہ تو کھولیں۔ حضرتؑ اسی طرح اٹھتے جیسے مطاعِ ذی شان کا حکم آیا ہے اور کشادہ پیشانی سے جیسے کسی بڑے حاکم نے حکم دیا ہے کہ دروازہ کھولو فوراً اٹھ کے دروازہ کھولتے اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا بتاتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں وقت کی قدر پڑھی ہوئی جماعت کو بھی نہیں۔ جو پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ بھی وقت کی قدر نہیں جانتے تو گنوار تو اَور بھی زیادہ وقت ضائع کرنے والے ہیں۔ ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ کرنا شروع کر دیا ہے اور گھنٹہ بھر اس میں ضائع کر دیا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام وقار اور تحمل سے بیٹھے اس کی باتیں سن رہے ہیں۔ زبان سے یا اشارے سے اسکو کہتے نہیں کہ بس اب جاؤ۔ دوا پوچھ لی ہے جان چھوڑو میری۔ اب کیا کام ہے۔ ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ سیالکوٹی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ جاؤ اب کیا کام ہے۔ ہمارا وقت ضائع کر رہی ہو تم۔ خود ہی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ جب کچھ دیر ہو جاتی ہے تو خود ہی اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور مکان کو اپنی ہوا سے پاک کرتی ہے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ بہت سی گنواری عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں اتنے میں اندر سے بھی چند خدمت گار عورتیں شربت شیرہ کیلئے برتن ہاتھوں میں لیے آنکلیں اور آپؑ کو دینی ضرورت کیلئے ایک بڑا اہم مضمون بھی لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ میں بھی اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کمر بستہ اور مستعد کھڑے ہیں اور جیسے کوئی یورپین اپنی دنیاوی ڈیوٹی پر چُست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کچھ عرق دے رہے ہیں۔ مختلف دوائیاں دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا۔ دس پندرہ بیس منٹ نہیں، آدھا گھنٹہ، گھنٹہ نہیں، تین گھنٹے تک یہ بازار لگا رہا، اسی طرح دوائیاں دیتے رہے اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا۔ حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ لوگوں کی خدمت کرنا اور دوائیاں دینا۔ مریضوں کو پوچھنا، ان کا علاج کرنا یہ بھی تو دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آ جاتی ہیں۔ اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہیں ہونا چاہیے۔ (ماخوذ از سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ صفحہ 35-36)

پھر شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ لالہ ملاوامل صاحب جب ان کی عمر بائیس سال کی تھی وہ بعارضہ عِرق النساء بیمار ہو گئے غالباً گاؤٹ (gout) اس کو کہتے ہیں۔ یا شاید شیاٹیکا (sciatica) کو کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معمول تھا کہ صبح شام ان کی خبر ایک خادم جمال کے ذریعہ منگوایا کرتے اور دن میں ایک مرتبہ خود تشریف لے جا کر عیادت کرتے۔ صاف ظاہر ہے کہ لالہ ملاوامل صاحب ایک غیر قوم اور غیر مذہب کے آدمی تھے لیکن چونکہ وہ حضرت اقدسؑ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے اور اس طرح پر ان کو ایک تعلق مصاحبت کا تھا۔ آپ کو انسانی ہمدردی اور رفاقت کا اتنا خیال تھا۔ یہاں صرف مریض کی بات نہیں آ جاتی بلکہ دوستی کا بھی خیال رکھا ہے۔ اب غیر مذہب کا آدمی ہے اس کی دوستی کا بھی خیال ہے اور مریض کی تیمارداری کا بھی خیال ہے۔ رفاقت کا اتنا خیال تھا کہ ان کی بیماری میں خود ان کے مکان پر جا کر عیادت کرتے اور خود علاج بھی کرتے تھے۔ ایک دن لالہ ملاوامل صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دوائی انہیں دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رات بھر میں انیس مرتبہ لالہ صاحب کو اجابت ہوئی اور آخر میں خون آنے لگ گیا اور ضعف بہت ہو گیا۔ علی الصبح معمول کے موافق حضرت کا خادم دریافت حال کیلئے آیا تو انہوں نے اپنی رات کی حقیقت کہی اور کہا کہ وہ خود تشریف لائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ خود تشریف لائیں۔ حضرت اقدسؑ فوراً ان کے مکان پر چلے گئے اور لالہ ملاوامل صاحب کی حالت کو دیکھ کے تکلیف ہوئی اور فرمایا کچھ مقدار زیادہ ہی تھی مگر فوراً آپ نے اسپغول کا لعاب نکلوا کر لالہ ملاوامل صاحب کو دیا جس سے وہ سوزش اور خون کا آنا بھی بند ہو گیا اور ان کے درد کو بھی آرام آ گیا۔ (ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 170، 171) دوستی کا اور ہمسائیگی کا اور مریض کی عیادت کا یہ حق ہے۔

پھر شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ ہی لکھتے ہیں کہ ''لالہ شرمپت رائے ...... ایک مرتبہ وہ بیمار ہوئے ...... ان کے شکم پر'' (پیٹ پر) ''ایک پھوڑا ہوا اور اس دنبل نے نہایت خطرناک شکل اختیار کی۔ حضرت اقدسؑ کو اطلاع ہوئی۔ آپؑ خود لالہ شرمپت رائے کے مکان پر جو نہایت تنگ و تار تھا تشریف لے گئے ...... لالہ شرمپت رائے صاحب کو آپؑ نے جا کر دیکھا وہ نہایت گھبرائے ہوئے تھے۔ ان کو اپنی موت کا یقین ہو رہا تھا۔ بیقراری سے ایسی باتیں کر رہے تھے جیسا کہ ایک پریشان انسان ہو۔ حضرت صاحبؑ نے اس کو بہت تسلی دی اور فرمایا کہ گھبراؤ نہیں۔ میں ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو مقرر کر دیتا ہوں وہ اچھی طرح علاج کریں گے۔ اس وقت قادیان میں ڈاکٹر صاحب ہی ڈاکٹری کے لحاظ سے اکیلے اور بڑے ڈاکٹر تھے۔ چنانچہ دوسرے دن حضرت اقدس ڈاکٹر صاحب کو ساتھ لے گئے'' (بھیجا نہیں صرف بلکہ ساتھ لے کر آئے) ''اور ان کو خصوصیت کے ساتھ لالہ شرمپت رائے کے علاج پر مامور کر دیا اور اس علاج کا کوئی بار لالہ صاحب پر نہیں ڈالا گیا۔'' (کوئی خرچہ بھی ان پہ نہیں ڈالا) ''آپؑ روزانہ بلا ناغہ ان کی عیادت کو جاتے اور جب زخم مندمل ہونے لگا اور ان کی وہ نازک حالت عمدہ حالت میں تبدیل ہو گئی تو آپؑ نے وقفہ سے جانا شروع کیا مگر اس کی عیادت کے سلسلہ کو اس وقت تک جاری رکھا جب تک کہ وہ بالکل اچھا ہو گیا۔'' (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 170، 169)

یہ اعلیٰ نمونے ہیں دوستی نبھانے کے بھی اور عیادت کے بھی اور مریض سے ہمدردی کے بھی جو آپؑ نے دکھائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن پانچ باتوں کو ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حق کے بارے میں بیان فرمایا ہے ان میں سے ایک مریض کی عیادت بھی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ باتیں مسلمان کے مسلمان پر حق میں سے ہیں۔ یہ حق ہے۔ سلام کا جواب دینا۔ بلانے پر لبیک کہنا۔ جنازے میں حاضر ہونا۔ مریض کی عیادت کرنا اور چھینک مارنے والے کو جب وہ الحمد للہ کہے، یرحمک اللہ کہنا۔ (سنن ابن ماجۃ کتاب الجنائز، بَابُ مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ حدیث نمبر 1435)

پھر اگلا جو حق ہے جو میں نے آج لیا ہے وہ ہے یتیموں کا حق۔ یتیموں کے حق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا حکم فرماتا ہے۔ فرمایا:

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ (الانعام: 153) کہ اور سوائے ایسے طریق کے جو بہت اچھا ہو یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے۔ یعنی اگر کسی یتیم کی پرورش کرنی پڑے اور یتیم کا مال بھی ہو تو پرورش کے بہانے ناجائز طور پر اس کا مال نہ کھاؤ۔ اگر کوئی توفیق والا انسان ہے تو اپنی طرف سے اس کی پرورش میں خرچ کرتا رہے تو یہ سب سے زیادہ بہتر ہے لیکن اگر نہیں تو جو خرچ کرنا ہے وہ احتیاط سے کرو اور حسب ضرورت اتنا ہی خرچ کرو جتنی ضرورت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا (بنی اسرائیل: 35) اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریق پر جو بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو۔ یقیناً عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

پس یہاں اس بات کی مزید وضاحت کر دی کہ نہ صرف ناجائز طور پر یتیم کا مال نہیں کھانا بلکہ اس کی حفاظت بھی کرنی ہے اور جب یتیم عقل و بلوغت کو پہنچے تو اس کو اس کا مال واپس کر دو۔ حفاظت کرنے سے یہ بھی مراد ہے کہ منافع بخش تجارت میں بھی اس کا مال لگایا جا سکتا ہے اور ایک یتیم کی پرورش کا یہی صحیح طریق ہے۔

پھر فرمایا: وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (الدھر: 9) اور وہ کھانے کو اس کی چاہت ہوتے ہوئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔ یہ ایک مومن کی شان ہے کہ ضرورت کے باوجود قربانی کر کے حق ادا کرتے ہیں۔

پھر فرمایا: كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ (الفجر: 18) خبردار در حقیقت تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ یتیم کی عزت نہیں کرتے یعنی کہ اس کا حق ادا نہیں کرتے تو پھر اس کی سزا بھی ملے گی اس لیے ہوشیار رہو۔ پھر فرمایا: فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ (الضحیٰ: 10)

پس جہاں تک یتیم کا تعلق ہے اس پر سختی نہ کرو۔ یہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے یتیم کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے جو معاشرے کا کمزور حصہ ہے بلکہ کمزور ترین حصہ ہے جب تک بلوغت کو نہیں پہنچ جاتا اس کی حفاظت کرو۔ اسکے تمام حقوق کی حفاظت کرو اور یہی ایک مومن کیلئے لازمی شرط ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح قرآنی ارشادات کی روشنی میں یتیم کی خبر گیری کی تلقین فرمائی ہے اس کا مختلف روایات میں ذکر ملتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی حضرت زینبؓ سے مروی ہے۔ وہ کہتی تھیں کہ میں مسجد میں تھی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا تم عورتیں صدقہ کیا کرو خواہ اپنے زیور ہی کا اور حضرت زینبؓ حضرت عبداللہؓ پر اور پھر چند یتیموں پر جو ان کی پرورش میں تھے خرچ کیا کرتی تھیں۔ اب آپؐ نے جب ارشاد فرمایا اس وقت حضرت زینبؓ خرچ کیا کرتی تھیں۔ یا اس سے پہلے خرچ کیا کرتی تھیں۔ بہرحال انہوں نے حضرت عبداللہ کو کہا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کیا میری طرف سے کافی نہیں ہوگا کہ میں اسی صدقے سے تم پر اور ان یتیموں پر جو میری پرورش میں ہیں خرچ کروں۔ تو حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ہی پوچھو۔ اس لیے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ میں نے دروازے پر انصار میں سے ایک عورت پائی۔ اسکی حاجت بھی میری حاجت جیسی تھی، وہ بھی وہی سوال پوچھنا چاہتی تھی۔ اتنے میں حضرت بلالؓ ہمارے پاس سے گزرے۔ ہم نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کیا میری طرف سے یہ کافی ہوگا کہ میں اپنے خاوند اور چند ایسے یتیموں پر جو میری گود میں ہیں صدقہ سے خرچ کروں اور ہم نے کہا ہمارا پتہ نہ بتانا۔ یہ نہ بتانا کہ کس نے پوچھا ہے۔ چنانچہ وہ اندر گئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دو عورتیں کون ہیں جو سوال پوچھ رہی ہیں؟ حضرت بلالؓ نے کہا کہ زینب۔ آپؐ نے پوچھا زینبوں میں سے کون سی زینب؟ حضرت بلالؓ نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں اس کیلئے دو اجر ہیں۔ قرابت کا اجر اور صدقے کا اجر۔ (صحیح البخاری کتاب الزکوۃ باب الزکوۃ علی الزوج والایتام فی الحجر حدیث 1466) اس طرح جو خرچ کر رہی ہے اس کو یقیناً اجر ملے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یتیم کی پرورش کرنے والا اور مَیں جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے یہ دونوں اور راوی مالک جو تھے وہ کہتے ہیں کہ شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ذریعہ اشارہ فرمایا۔

(صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق باب الاحسان الی الارملۃ والمسکین والیتیم حدیث 7469)

دونوں انگلیاں ملا کر فرمایا کہ جس طرح یہ دونوں میرے ساتھ جنت میں ہوں گی اسی طرح میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں ہوں گے۔ صرف تعلیم ہی نہیں اس کی مثالیں بھی ہمیں ملتی ہیں۔ عَون بن ابوجُحَیفَہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صدقہ لینے والا آیا جس نے ہمارے امراء سے زکوٰۃ لے کر ہمارے غریبوں کو دی اور میں ایک یتیم لڑکا تھا سو انہوں نے مجھے اس مال میں سے ایک اونٹنی دی۔ (سنن الترمذی ابواب الزکوۃ باب ماجاء ان الصدقۃ توخذ من الاغنیاء فترد علی الفقراء حدیث 649)

اس زمانے میں یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی کہ اونٹنی دی جائے اور وہ بھی ایک لڑکے کو جو یتیم لڑکا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے جو کسی یتیم کو اپنے ساتھ کھانے پینے میں شامل کرے تو بلا شک وشبہ اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (سنن الترمذی ابواب البر والصلۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْيَتِيمِ وَكَفَالَتِهِ حدیث 1917)

پھر حضرت ابوہریرہؓ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میں یقیناً دو کمزوروں کے حق کے بارے میں سختی سے انذار کرتا ہوں ایک یتیم کا اور ایک عورت کا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب حق الیتیم حدیث 3678) حق ادا نہیں کروگے تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آجاؤ گے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اسکے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہے اور اسکے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب حق الیتیم حدیث 3679)

کس قدر ناپسندیدگی کا اظہار ہے۔ یتیم کا حق ادا نہ کرنے والوں کو بڑا انذار کیا گیا ہے، سخت تنبیہ کی گئی ہے۔ پھر یتیموں کی پرورش کرنے والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یتیموں میں سے تین کی پرورش کی وہ ایسا ہی ہے جیسے رات بھر وہ قیام کرتا رہا ہو۔ رات بھر وہ نفل پڑھتا رہا ہو اور دن میں روزہ رکھتا رہا ہو اور اپنی تلوار سونتے ہوئے اللہ کے راستے میں صبح نکلا اور شام کو نکلا اور میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح بھائی ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں اور آپ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا دیا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب حق الیتیم حدیث 3680) اتنا بڑا اجر ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ”ایک جگہ فرمایا يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا (الدھر:9-10) یعنی مومن وہ ہیں جو خدا کی محبت سے مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو روٹی کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس روٹی کھلانے سے تم سے کوئی بدلہ اور شکر گزاری نہیں چاہتے اور نہ ہماری کچھ غرض ہے۔ ان تمام خدمات سے صرف خدا کا چہرہ ہمارا مطلب ہے۔“ یعنی صرف ہمیں خدا کی رضا چاہیے۔ ”اب سوچنا چاہئے کہ ان تمام آیات سے کس قدر صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف نے اعلیٰ طبقہ عبادت الٰہی اور اعمال صالحہ کا یہی رکھا ہے کہ محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کی طلب سچے دل سے ظہور میں آوے...... خدا تعالیٰ نے تو اس دین کا نام اسلام اس غرض سے رکھا ہے کہ تا انسان خدا تعالیٰ کی عبادت نفسانی اغراض سے نہیں بلکہ طبعی جوش سے کرے۔“ کسی ذاتی غرض سے عبادت نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا، اسکی رضا حاصل کرنے کا ایک جوش ہو اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے ”کیونکہ اسلام تمام اغراض کے چھوڑ دینے کے بعد رضا بقضا کا نام ہے۔ دنیا میں بجز اسلام ایسا کوئی مذہب نہیں جس کے یہ مقاصد ہوں۔“ فرمایا ”بیشک خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت جتلانے کیلئے مومنوں کو انواع اقسام کی نعمتوں کے وعدے دیئے ہیں مگر مومنوں کو جو اعلیٰ مقام کے خواہش مند ہیں یہی تعلیم دی ہے کہ وہ محبت ذاتی سے خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔“ (نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 440-441)

اور اس کیلئے یہ یتیموں اور مسکینوں کا حق ادا کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک بچہ یتیم رہ گیا تو صحابہ میں آپس میں لڑائی شروع ہوگئی۔ ایک کہتا تھا کہ میں اس کی پرورش کروں گا۔ دوسرا کہتا تھا اسکی پرورش مَیں کروں گا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ معاملہ پہنچا تو آپؐ نے فرمایا کہ بچہ سامنے کرو اور وہ جس کو پسند کرے اسکے سپرد کر دو۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 497) پس اس طرح صحابہ یہ فرض ادا کرنے کیلئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔

اسلام معاہدوں کی پابندی کی بڑی شدت سے تلقین کرتا ہے کہ معاہدے جو تم کرتے ہو ان کا بھی حق تم نے کس طرح ادا کرنا ہے اور ہر صورت میں انہیں پورا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ بعض دفعہ دشمن نے چالاکی سے کسی مسلمان سے معاہدہ کر لیا تو پھر اس وقت بھی اس وقت کے خلیفہ نے کہا کہ اسے نبھایا جائے۔ چنانچہ ایک واقعہ تاریخ میں آتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک حبشی غلام نے ایک قوم سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ فلاں فلاں رعایتیں تمہیں دی جائیں گی۔ جب اسلامی فوج گئی۔ اس قوم نے کہا ہم سے تو یہ معاہدہ ہے۔ فوج کے اعلیٰ افسر نے اس معاہدے کو تسلیم کرنے میں لیت ولعل کی اور بات حضرت عمرؓ تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ مسلمان کی بات جھوٹی نہیں ہونی چاہیے چاہے غلام نے ہی معاہدہ کیا ہے۔ (ماخوذ از بعض ضروری امور، انوار العلوم جلد 12 صفحہ 405) ایک معاہدہ کر لیا ہے تو اب ہمیں اس کو پورا کرنا چاہیے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ معاہدوں کی پابندی کرنے کے بارے میں فرماتا ہے: اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (التوبہ: 4) سوائے مشرکین میں سے ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ تم نے معاہدہ کیا ہے پھر انہوں نے تم سے کوئی عہد شکنی نہیں کی اور تمہارے خلاف کسی اور کی مدد بھی نہیں کی پس تم ان کے ساتھ معاہدہ کو طے کردہ مدت تک پورا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ پس تقویٰ پر چلنے والوں کی ایک شرط معاہدوں کی پابندی ہے اور اس کا حق ادا کرنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جس نے ایسے آدمی کو قتل کیا جس سے معاہدہ ہو اس نے جنت کی خوشبو نہ سونگھی جبکہ جنت کی خوشبو تو ایسی ہے کہ چالیس برس کی مسافت پر بھی محسوس ہوتی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجزیہ والموادعہ بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ حدیث 3166)

اس طرح پھیلی ہوئی ہے جنت کی خوشبو لیکن جس نے معاہدہ توڑ دیا وہ اس سے محروم رہ گیا۔

صحابہ کرامؓ کے چند صاحبزادوں سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے آباء سے سنا جو ایک دوسرے کے رشتہ دار تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی ذمی شخص پر ظلم کرے گا یا اسکے حق میں کسی قسم کی کمی کرے گا یا اسکی طاقت سے زیادہ اس پر ذمہ داری ڈالے گا یا اسکی مرضی کے بغیر اس سے کوئی چیز حاصل کرے گا تو میں قیامت کے دن ایسے شخص سے جھگڑا کروں گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفیء والإمارة باب فِي تَعْشِيرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالتِّجَارَاتِ حدیث 3052)

اس لیے کہ ذمی سے بھی ایک معاہدہ ہے اور مسلمان پر اس کے حقوق کی حفاظت کرنے کا فرض ہے۔

پھر آپؐ نے معاہدات کا کس حد تک پاس فرمایا اس بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن بَیْلَمَانِ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمیوں میں سے ایک آدمی کے بدلے میں اہل قبلہ یعنی مسلمانوں میں سے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور فرمایا کہ میں ان لوگوں میں سب سے زیادہ حق دار ہوں جو اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہیں۔

(سنن الدارقطنی کتاب الحدود والدیات وغیرہ المجلد الثانی الجزء الثالث حدیث 3234 صفحہ 101 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

یعنی اس مسلمان نے ذمی کو قتل کیا تھا تو اس کی وجہ سے اس کو بھی قتل کیا۔

حضرت عِرْبَاض بن سَارِیَہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں اترے اور آپؐ کے صحابہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے اور خیبر کا حاکم ایک فتنہ انگیز اور شریر آدمی تھا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمدؐ! کیا تمہارے لیے جائز ہے کہ تم ہمارے گدھوں کو ذبح کرو اور ہمارے پھل کھا جاؤ اور ہماری عورتوں کو مارو۔ اسکی بات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: اے ابن عوف! اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر منادی کر کہ غور سے سنو۔ یقیناً جنت صرف مومنوں کیلئے حلال ہے اور تم سب نماز کیلئے اکٹھے ہو جاؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ پھر نبی

ارشاد باری تعالیٰ

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (سورۃ البقرہ :116)

ترجمہ: اور اللہ ہی کا ہے مشرق بھی اور مغرب بھی۔ پس جس طرف بھی تم منہ پھیرو وہیں خدا کا جلوہ پاؤ گے۔ یقیناً اللہ بہت وسعتیں عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar   Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ارشاد باری تعالیٰ

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا

ترجمہ: جو دُنیا کا اجر چاہتا ہے تو اللہ کے پاس دنیا کا اجر بھی ہے اور آخرت کا بھی۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) بہت دیکھنے والا ہے۔ (النساء:135)

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

تمام واقفات نو کو مناسب تربیت دیں، ہر ایک واقفات نو کو باقاعدگی سے پنج وقتہ نماز ادا کرنی چاہئے، ان کو روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کرنی چاہئے
میرے خطبات ہر جمعہ کو سننا چاہئے، اس بات کو یقینی بنائیں کہ تمام واقفات نو جماعتی نظام سے منسلک ہوں اور خلافت سے بھی ان کا پختہ تعلق ہو

مالی قربانی ٹیکس نہیں ہے، ہر ایک سچے مسلمان کا کام ہے کہ اس کو جماعت کیلئے قربانی کرنی چاہئے اور یہ قرآن میں مذکور ہے

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اِماءُ اللہ انڈونیشیا کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات

مورخہ 3/اپریل 2021ء بروز ہفتہ انڈونیشیا کی نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کو اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ورچوئل ملاقات کی توفیق ملی۔ حضور انور نے دعا سے ملاقات کا آغاز فرمایا۔ 32 ممبرات لجنہ اماء اللہ پر مشتمل نیشنل عاملہ کو اس ملاقات میں شرکت کرنے کی توفیق ملی۔ دعا کے بعد صدر لجنہ اماء اللہ محترمہ عائشہ صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ انڈونیشیا کی مہمات کے متعلق ایک تعارفی ڈاکومنٹری پیش کی۔ اس کے بعد تمام ممبرات عاملہ نے یکے بعد دیگرے کھڑے ہو کر اپنا تعارف کروایا۔ حضور انور نے تمام ممبرات کو اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔ حضور انور کی بعض نصائح درج ذیل ہیں:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے معاون صدر برائے واقفات نو کو فرمایا: تمام واقفات نو کو مناسب تربیت دیں۔ ہر ایک واقفات نو کو باقاعدگی سے پنج وقتہ نماز ادا کرنی چاہیے۔ ان کو روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کرنی چاہیے۔ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب کو جن کا انڈونیشین زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے پڑھنا چاہیے اور باقی کتب کو بھی اور میرے خطبات کو ہر جمعہ کو سننا چاہیے۔ اس بات کو یقینی بنائیں کہ تمام واقفات نو جماعتی نظام سے منسلک ہوں اور خلافت سے بھی ان کا پختہ تعلق ہو۔ نیز یہ کہ وہ دینی علوم کے حصول میں اپنے اوقات صرف کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نائب جنرل سیکرٹری کو فرمایا: آپ جنرل سیکرٹری صاحبہ کی رپورٹ تیار کرنے میں مدد کرتی ہیں۔ آپ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہر ایک رپورٹ جو آپ کو آتی ہے ان کو جواب دینا چاہیے اور ان کی تعریف بھی کرنی چاہیے۔ بہرحال ان کو جواب دینا چاہیے خواہ انہوں نے اچھا کام کیا ہو یا کام پورا نہ کیا ہو۔ اگر اچھا کام کریں تو ان کو تعریفی خط بھیج دیں۔ اگر ان کو کسی امر کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہو تو توجہ دلائیں۔

ایک عاملہ ممبر نے حضور انور کی خدمت میں سوال پیش کیا کہ ہم مالی قربانی میں کس طرح چندہ دہندگان کی تعداد بڑھائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ ان کو یقین دلائیں کہ یہ مالی قربانی ایک ٹیکس نہیں ہے۔ ہر ایک سچے مسلمان کا کام ہے کہ ان کو جماعت کے لیے قربانی کرنی چاہیے۔ اور یہ قرآن میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ بقرہ میں فرماتا ہے کہ (متقی کی علامات) غیب پر ایمان لانا، نماز قائم کرنا اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تمہیں مالی قربانی کے لیے بھی خرچ کرنا چاہیے۔ یہ خاص طور پر اپنے ملک میں اور دنیا بھر کے لیے عموماً جماعت کے روزانہ کے اخرجات اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے پیغام کی اشاعت کے لیے ہے۔ لہٰذا ہم اللہ کا قرب پانے کے لیے ہی قربانی کرتے ہیں۔ پس اس کی اہمیت کا احساس دلائیں۔ بہت ساری قرآنی آیات ہیں جہاں مالی قربانی کی اہمیت مذکور ہے۔ اس کے متعلق پہلے خلفاء کے خطبات میں بلکہ میرے خطبات میں بھی کافی زیادہ (مواد) موجود ہے جہاں میں نے قربانی کی اہمیت کے متعلق تفصیلاً ذکر کیا۔ لہٰذا جب لوگوں کو قربانی کی اہمیت کا پتہ لگے گا تو وہ چندہ دے دیں گے۔ مگر ان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ ٹیکس نہیں ہے۔ پس اگر وہ بخوشی قربانی کریں اور دل کھول کے کریں تو اللہ ان کو اجر دے گا۔

پھر ایک اَور لجنہ ممبر نے سوال پیش کیا کہ ہم کس طرح ممبرات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے پڑھنے کی طرف توجہ دلائیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کو خاص کر پڑھی لکھی عورتوں اور معیارِ کبیر کی ناصرات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے بعض اقتباس پیش کرنے چاہئیں جو عورت کے متعلق اور روزانہ کی زندگی کے متعلق ہیں۔ آپ ان کو توجہ دلائیں بالآخران میں اس کی طرف توجہ پیدا ہو جائے گی۔ دیکھیں اگر آپ ان کو پوری کتاب دے دیں گی تو بعض اوقات ان میں ایسی توجہ پیدا نہیں ہوگی مگر جب آپ کسی خاص عنوان پر مختلف کتب سے اقتباسات لے کر پیش کریں گی تو اس طریقے سے ان میں پوری کتاب پڑھنے کی طرف توجہ پیدا ہو جائے گی۔ پس جب ان کو یہ توجہ پیدا ہوگی تو وہ دوسری کتب کا بھی مطالعہ کریں گی۔

آخر پر ایک لجنہ ممبر نے یہ سوال پیش کیا کہ حضور ہم نے تقریباً 800 کے قریب لجنہ ممبرات کی تبلیغی کلاسز کا انعقاد کیا ہے۔ مگر ان میں سے بعض کو تبلیغ کرنے میں پورا اعتماد حاصل نہیں ہوا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

سب سے پہلے ان کو ٹریننگ دیں۔ ان کے اندر اعتماد پیدا کریں۔ اعتماد پیدا کر کے بعض سلیبس تیار کریں، بعض کورس شروع کریں اور ان کو ٹریننگ دیں۔ ان کو بتا دیں کہ یہی باتیں ہیں جو آپ کو پڑھنی ہیں۔ ایسے وہ معمولی سوالات کے جواب دے سکیں گی۔ کم از کم بعض کیسٹس اور سی ڈی بھی تیار کروائیں اور جب وہ تبلیغ کر رہی ہوں تو انہیں دے دیں۔ یہ خود کے سیکھنے اور تبلیغ کرنے میں بہت مدد کرے گی۔ لہٰذا اگر ان کو بعض ریکارڈ شدہ سی ڈیز دے دیں جن میں تمام سوالات کے جوابات موجود ہوں جو غیر احمدیوں یا غیر مسلموں نے پیش کیے ہوں تو اس طریقے سے وہ خود سیکھیں گی یعنی کس طرح جواب دینا ہے۔ علاوہ ازیں وہ دوسروں کے سامنے بھی یہ سی ڈی پلے کر سکیں گی۔ اس طریقے سے آپ سب سے پہلے کلاسز لگوا لیں اور ان کو سمجھا دیں کہ یہی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم ہے۔ پھر جب وہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم کے بارہ میں سیکھ لیں تب وہ تبلیغ کر سکیں گی۔ پس ان میں پورا اعتماد پیدا کرنا ضروری ہے اور یہ اعتماد تعلیم سے ہی پیدا ہوگا۔ ان کو بار بار اس مواد کو پڑھنا چاہیے۔

(رپورٹ: فضلِ عمر فاروق، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل انڈونیشیا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 16/اپریل 2021)

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر آپؐ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اپنی مسند پر ٹیک لگا کر یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف انہی چیزوں کو حرام کیا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے؟ غور سے سنو۔ اللہ کی قسم! میں نصیحت کر چکا ہوں اور تمہیں اوامر اور نواہی سے آگاہ کر چکا ہوں۔ بہت سارے اوامر اور نواہی ہیں جن سے متعلق مَیں بتا چکا ہوں۔ وہ اتنی چیزیں ہیں جو قرآن کے برابر یا اس سے بھی زیادہ ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ عز و جل نے تمہارے لیے جائز نہیں کیا کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں بغیر اجازت کے داخل ہو جاؤ اور نہ ان کی عورتوں کو مارنے کی اجازت ہے اور نہ ان کے پھل کھانے کی جب کہ وہ تمہیں جزیہ دیں جو اُن پر واجب ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارۃ والفیٔ باب فی تعشیر اھل الذمۃ اذا اختلفوا بالتجارۃ حدیث 3050)

جب وہ جزیہ دے رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں۔

پھر حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عامر کے دو آدمیوں کو مسلمانوں کے برابر دیت دی کیونکہ ان دونوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان تھا۔ (سنن الترمذی ابواب الدیات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب. حدیث 1404) قتل کیا تھا اس لیے دیت دی۔ پس غیر مسلم سے بھی معاہدے کی پابندی کرنا ضروری ہے اور یہ اس کا حق ہے۔

صلح حدیبیہ میں ایک مشہور واقعہ ہے جو تاریخ میں آتا ہے اور اسے حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس طرح بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بڑی تاکید فرمائی ہوئی ہے کہ معاہدہ کسی سے ہو، کافر سے بھی ہو تو بدعہدی نہیں ہونی چاہیے۔ صلح حدیبیہ میں کفار سے ایک یہ بھی شرط ہوئی تھی کہ اگر تمہاری طرف سے کوئی آدمی ہمارے میں آ ملے گا تو ہم اسے تمہیں واپس لوٹا دیں گے اور ہمارا آدمی تم سے جا ملے تو تم اسے اپنے پاس رکھ سکو گے۔ اب یہ شرط بڑی کڑی شرط ہے۔ برابری کی شرط بھی نہیں ہے۔ عہد میں شرط لکھی جا چکی تھی اور ابھی دستخط نہیں ہوئے تھے کہ ایک شخص ابوجندل نامی جسے لوہے کی زنجیروں سے جکڑ کر رکھا جاتا اور جو بہت کچھ دکھ اٹھا چکا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آ کر اپنی حالتِ زار بیان کی اور عرض کی یا رسول اللہؐ! آپؐ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں۔ یہ لوگ میرے مسلمان ہونے کی وجہ سے مجھے سخت تکلیف دیتے ہیں۔ صحابہ نے بھی کہا یا رسول اللہؐ! اسے ساتھ لے چلنا چاہیے۔ یہ کفار کے ہاتھوں بہت دکھ اٹھا چکا ہے لیکن اس کے باپ نے آ کر کہا کہ اگر آپؐ اسے اپنے ساتھ لے جائیں گے تو یہ غداری ہوگی۔ پھر معاہدہ توڑا آپؐ نے!؟ صحابہ نے کہا کہ ابھی عہد نامے پر دستخط نہیں ہوئے۔ اس نے کہا لکھا تو جا چکا ہے۔ دستخط نہیں ہوئے تو کیا ہو گیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے واپس کر دو۔ ہم عہد نامہ کی رو سے اسے اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔ ٹھیک کہتا ہے اس کا باپ۔ صحابہ اس بات پر بہت تلملائے لیکن آپؐ نے اسے واپس ہی کر دیا اور وہ اسے لے گئے لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو وہ پھر کسی طرح چھوٹ کر آپؐ کے پاس چلا آیا۔ اسکے پیچھے ہی دو آدمی اسکے لینے کیلئے آ گئے۔ انہوں نے آ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ آپؐ نے عہد کیا ہوا ہے کہ ہمارے آدمی کو آپ واپس کر دیں گے۔ آپؐ نے کہا کہ ہاں عہد ہے اسے لے جاؤ۔ جو مسلمان دوڑ کے آیا تھا اس نے کہا: یا رسول اللہؐ! یہ لوگ مجھے دکھ دیتے ہیں۔ تنگ کرتے ہیں۔ آپؐ مجھے ان کے ساتھ نہ بھیجیں۔ آپؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں غداری نہ کروں اس لیے تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ وہ چلا گیا اور راستے میں جا کر ایک شخص کو قتل کر کے پھر بھاگ آیا اور آ کر کہا یا رسول اللہؐ! آپ کا جو اُن سے عہد تھا وہ آپؐ نے پورا کر دیا لیکن میرا تو اُن سے کوئی عہد نہیں تھا کہ میں ان کے ساتھ جاؤں۔ اس لیے مَیں پھر آ گیا ہوں۔ دوسرا شخص پھر اسکے لینے کیلئے آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تمہیں اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔ آپؐ نے پھر اسے واپس بھیج دیا لیکن بہرحال وہ اکیلا آدمی اسے نہ لے جا سکا اس لیے وہ رہ گیا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار یہی کہا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ مدینہ آنے کی بجائے کسی دوسرے علاقے میں چلا گیا لیکن وہاں نہیں آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار یہی کہا کہ میں جو عہد کر چکا ہوں اسکے خلاف نہیں کروں گا۔ تو آپؐ نے باوجود کافروں سے عہد کرنے کے اور ایک مسلمان کے سخت مصیبت میں مبتلا ہونے کے اسے پورا کیا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 6 صفحہ 275-276 خطبہ جمعہ فرمودہ 29 ستمبر 1916ء) (شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 216 امر الحدیبیۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک شرط یہ ہوئی تھی کہ عرب کے جو قبائل چاہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جائیں اور جو چاہیں مکہ والوں سے مل جائیں اور دونوں فریق کا فرض ہے کہ نہ صرف آپس میں لڑائی سے بچیں بلکہ جو لوگ دوسرے فریق کے ساتھ مل جائیں ان سے بھی نہ لڑیں۔ مکہ والوں نے اس میں بدعہدی کی اور ایک قبیلہ جو مسلمانوں کا حلیف تھا اس پر انہوں نے حملہ کر دیا۔ ان لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی اور آپؐ نے اپنے دوست قبیلے کی حمایت پر مکہ پر چڑھائی کا فیصلہ کیا۔ معاہدہ کی رو سے یہ ان کا حق تھا کہ ان کی مدد کی جائے اور بہرحال اب مسلمانوں کا فرض تھا کہ اس کو پورا کریں اور ان کو حق دلوائیں اور مکہ والوں کو جو معاہدہ توڑنے کی سزا ہے وہ بھی دی جائے۔ بہرحال مکہ والوں کو خبر پہنچی۔ ابوسفیان کو انہوں نے بھیجا۔ وہ آیا۔ اس نے مسجد نبوی میں آ کے اعلان کیا کہ میں کیونکہ معاہدے میں شامل نہیں تھا اس لیے نئے سرے سے معاہدہ ہوتا ہے لیکن مسلمانوں نے کہا یہ بچوں والی باتیں نہ کرو۔ جو معاہدہ ہو گیا ہو گیا اور اب تم اس کو توڑ چکے ہو۔ اور وہ سخت شرمندہ ہو کر واپس گیا اور اس کے نتیجہ میں پھر فتح مکہ ہوئی۔

(ماخوذ از انوار العلوم جلد 12 صفحہ 112)

(باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 21/ستمبر 2021)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تولیّتِ کعبہ کے مناصب کی تقسیم

اس انتظام کے ماتحت کعبہ کی تولیت کے کام یہ مقرر کئے گئے:

(1) سقایہ یعنی ایّامِ حج میں حاجیوں کے واسطے پانی کا انتظام۔ چونکہ مکّہ میں پانی کی بہت قلّت تھی کیونکہ زمزم کا چشمہ ایک عرصہ سے اٹ کر گم ہو چکا تھا اور اگر وہ ہوتا بھی تو چونکہ حج کے موقعوں پر غیر معمولی تعداد میں لوگ جمع ہوتے تھے اس لیے یہ کام خاص انتظام چاہتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ کام بنو ہاشم میں تھا اور عباس بن عبدالمطلب کے سُپرد تھا۔

(2) رفادہ یعنی ایّامِ حج میں غریب حاجیوں کی اعانت کا انتظام۔ اس کام کیلئے قریش میں ہر سال چندہ جمع ہوتا تھا۔ زمانہ نبویؐ میں یہ کام بنونوفل میں تھا اور حارث بن عامر کے سُپرد تھا۔

(3) حجابہ یعنی کعبہ کی دربانی اور کلید برداری۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کام بنوعبدالدار میں تھا اور عثمان بن طلحہ کے سُپرد تھا۔ یہ تینوں کام قُصَیَّ نے اپنی زندگی میں خود اپنے پاس رکھے تھے۔

تقسیم نظامِ قبیلہ

قریش کے عام انتظامی کاموں کی تقسیم یہ تھی:

(1) عقاب یعنی جنگوں وغیرہ کے موقع پر علمبرداری۔ یہ کام بھی قُصَیَّ کے اپنے پاس تھا اور اسکے بعد بنوعبدالدار میں آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ کام طلحہ بن ابی طلحہ کے سُپرد تھا۔ اسی کا دوسرا نام لِواء تھا۔

(2) قیادہ یعنی جنگوں اور قافلوں میں کمان۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کام بنوامیّہ میں تھا اور ابوسفیان کے سپرد تھے۔

(3) سفارت یعنی قریش کی طرف سے بوقت ضرورت کسی دُوسرے قبیلہ یا حکومت کی طرف سفیر ہو کر جانا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کام بنوعدی میں تھا اور حضرت عمرؓ کے سپرد تھا۔

(4) دیات اور مغارم یعنی باہم لڑائیوں میں خون بہا وغیرہ کا فیصلہ کرنا۔ یہ کام بنوتیم میں تھا اور حضرت ابوبکرؓ کے سپرد تھا۔

(5) قبہ یعنی جنگوں میں سوار فوج کی افسری اور کیمپ کا انتظام۔ یہ منصب خاندان مخزوم میں تھا اور ولید بن مغیرہ کے سپرد تھا۔

(6) ازلام یعنی فال کشی کا انتظام۔ یہ کام بنوجمح میں تھا اور صفوان بن امیّہ کے سپرد تھا۔

(7) مشورہ یعنی اہم اجتماعی کاموں میں بین القبائل مشورہ کا انتظام۔ یہ کام بنو اسد میں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یزید بن ربیعۃ الاسود کے سپرد تھا۔

(8) قضاء یعنی مقدمات کا فیصلہ۔ یہ کام بنوسہم میں تھا اور حارث بن قیس کے سپرد تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔

دارالندوہ

قُصَیَّ نے کعبہ کے پاس ایک دارالندوہ بھی بنایا جس میں قریش اپنے تمام قومی کام سرانجام دیتے تھے اور یہیں سردارانِ قریش باہم مشورہ کیلئے جمع ہوتے تھے۔ یہ گویا قریش کا کونسل ہال تھا۔ ہجرت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا فیصلہ بھی سردارانِ قریش نے دارالندوہ میں ہی کیا تھا۔ دارالندوہ کے مشورہ میں شریک ہونے کیلئے یہ ایک شرط تھی کہ عمر چالیس سال سے کم نہ ہو۔ بیاہ شادی کیلئے بھی قریش دارالندوہ میں ہی جمع ہوتے تھے اور یہیں اپنی رسوم ادا کرتے تھے۔ اگر کہیں جنگ پر باہر جانا ہوتا تھا یا کسی تجارتی قافلہ کو روانہ ہونا ہوتا تو لوگ یہیں سے جمع ہو کر روانہ ہوتے تھے۔ دارالندوہ کا انتظام قُصَیَّ نے خود اپنے پاس رکھا تھا۔

قُصَیَّ کے اِن غیر معمولی کارناموں نے اسے تمام اطرافِ عرب میں مشہور کر دیا تھا اور قریش کا تو گویا وہ ایک قسم کا بادشاہ تھا، مگر اس انتظام سلطنت سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ قریش کے اندر کوئی باقاعدہ سلطنت تھی یا یہ کہ افراد کی آزادی پر کوئی خاص پابندیاں تھیں بلکہ یہ انتظام صرف اہم قومی معاملات کو آسانی کے ساتھ طے کرنے کے واسطے کیا گیا تھا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ فرائض کی یہ تفصیلی تقسیم سب کی سب قُصَیَّ کے اپنے ہاتھ سے مکمل ہوئی ہو بلکہ ممکن ہے کہ کوئی شاخ اس سے پہلے کی ہو یا کوئی شاخ بعد میں حسبِ ضرورت قائم کی گئی ہو مگر بہرحال اس کام کی اصولی داغ بیل قُصَیَّ ہی کے ہاتھ سے قائم ہوئی تھی۔

عبدمناف

قُصَیَّ کے چار بیٹے تھے۔ عبدالدار، عبدالعزّیٰ، عبدمناف اور عبدقُصَیَّ۔ عبدالدار چونکہ بڑا تھا اس لیے قُصَیَّ نے مرتے ہوئے اپنے تمام کام یعنی کعبہ کی تولیت کے تینوں مناصب اور دارالندوہ اور لِواء اس کے سُپرد کئے، مگر عبدالدار اپنے باپ کی قابلیت کا آدمی نہ تھا اس لیے قریش کی عام ریاست عبدمناف نے حاصل کی جو بہت لائق اور قابل آدمی تھا۔ عبدمناف کے چار بیٹے تھے۔ عبدشمس، مطلب، ہاشم اور نوفل۔ یہ چاروں باپ کی طرح قابل تھے۔ چنانچہ عبدمناف کی وفات کے بعد ان سب نے مِل کر اس بات کی کوشش کی کہ عبدالدار کی اولاد سے کعبہ کی تولیت چھین لیں۔ اس پر طرفین کا باہم جھگڑا ہو گیا۔ قریش کے بعض قبائل ایک طرف ہو گئے اور دوسرے دوسری طرف اور قریب تھا کہ جنگ شروع ہو جاتی مگر آخر صلح صفائی کے ساتھ فیصلہ ہو گیا اور دو مناصب یعنی رفادہ اور سقایہ بنوعبدمناف کو مل گئے اور باقی تین مناصب یعنی دارالندوہ کا انتظام لِواء اور حجابہ بنو عبدالدار کے پاس رہے۔ بنو عبدمناف نے آپس میں مشورہ کے ساتھ سقایہ اور رفادہ کا متولی ہاشم کو مقرر کر دیا۔

ہاشم

ہاشم نہایت قابل، معاملہ فہم اور سخی آدمی تھا۔ اُس نے حاجیوں کو بہت آرام پہنچایا اور قریش کے سامنے بہت زور دار اپیلیں کر کر کے اُن کی مختلف ضروریات کے واسطے سامان مہیا کئے۔ اُس کے زمانہ میں ایک دفعہ سخت قحط پڑا تو اس نے اپنے پاس سے اخراجات کر کے قحط کے ایام میں غُرباء کو کئی طرح سے مدد دی۔ ان فیاضیوں کی وجہ سے ہاشم کا نام بہت شہرت پا گیا۔ اس کے علاوہ ہاشم نے خود جا جا کر رُومی اور غسانی فرمانرواؤں سے قریش کے تجارتی قافلوں کیلئے حقوق حاصل کئے اور ہاشم کے دوسرے بھائیوں نے بھی کم وبیش اسی قسم کی خدمات انجام دیں۔ چنانچہ قریش کے تجارتی قافلوں کی شام اور یمن وغیرہ کی طرف آمدورفت ہاشم ہی کے زمانہ میں شروع ہوئی۔ عموماً سردیوں میں تجارتی قافلے یمن کی طرف جاتے تھے اور گرمیوں میں شام کی طرف اور یہ دونوں سلسلے رِحلَتُ الشِّتَاء اور رِحلَتُ الصَّیف کہلاتے تھے۔

امیّہ کی رقابت

ہاشم کی اس ترقی کو دیکھ کر ہاشم کے بھتیجے امیّہ بن عبدالشّمس کے دل میں حَسد پیدا ہوا اور اس نے ہاشم کا مقابلہ کرنا چاہا اور اسی کی طرح لوگوں میں سخاوت کر کے نام پیدا کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ بلکہ اس ناکامی سے اُلٹا قریش کے ہنسی مذاق کا نشانہ بن گیا۔ آخر امیّہ کو اتنا جوش آیا کہ اُس نے ہاشم کو کھلا چیلنج دے کر اپنے مقابلہ کیلئے بلایا۔ ہاشم نے پہلے تو توجہ نہ کی، لیکن آخر قریش کے کہنے سُننے سے جو اس قسم کا تماشہ دیکھنے کے خواہشمند رہتے تھے، ہاشم راضی ہو گیا اور شرط یہ ٹھہری کہ کوئی ثالث ان کی بڑائی کا فیصلہ کرے اور جو ہارے وہ دُوسرے کو پچاس اُونٹ دے۔ اور دس سال کیلئے مکّہ سے جلاوطن کیا جاوے۔ ایک کاہن جو قبیلہ خزاعہ سے تھا ثالث مقرر ہوا۔ اُس نے اپنی کاہنی زبان کے دو چار فقرے بول کر ہاشم کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ چنانچہ امیّہ نے پچاس اُونٹ ہاشم کے حوالے کئے اور مکّہ سے نکل گیا اور دس سال تک شام وغیرہ میں پھرتا رہا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ پہلی عداوت اور رقابت ہے جو بنو ہاشم اور بنوامیّہ کے درمیان پیدا ہوئی۔ ہاشم کے بعد عبدالمطلب بن ہاشم نے بھی اپنے زور کے ساتھ بنو ہاشم کو بنوامیّہ پر غالب رکھا، لیکن عبدالمطلب کی وفات کے بعد ہاشم کے پوتوں میں کوئی اس جیسا صاحبِ اثر شخص نہ نِکلا اس لیے بنوامیّہ آہستہ آہستہ زور پکڑ گئے اور ہاشم کا خاندان غربت کی حالت میں مبتلا ہو کر کمزور ہو گیا۔

ہاشم ایک دفعہ شام کی طرف بغرض تجارت نکلا تو راستہ میں یثرب یعنی مدینہ بھی ٹھہرا۔ وہاں ہاشم نے قبیلہ خزرج کی شاخ بنونجار کی ایک لڑکی سلمٰی سے شادی کی جس سے مدینہ میں ہی سلمٰی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شیبہ رکھا گیا۔

مُطَّلِبْ

کچھ عرصہ کے بعد ہاشم کا باہر سفر میں ہی انتقال ہو گیا۔ وفات کے وقت اُس کے چار لڑکے تھے۔ ابوصیفی، اسد، فضلہ اور شیبہ۔ مگر یہ چاروں چونکہ کم عمر تھے اور شیبہ تو مدینہ میں ہی تھا اس لیے ہاشم کی وفات پر اس کی جگہ اس کے بڑے بھائی مطلب نے لی یعنی سقایہ اور رفادہ کے کام اس کے سُپرد ہوئے۔ جب مطلب کو کسی شخص نے اس کے بھتیجے شیبہ بن ہاشم کی ہوشیاری اور ہونہاری کی خبر دی تو وہ فوراً مدینہ جا کر شیبہ کو لے آیا۔ مکّہ میں جب چچا بھتیجے داخل ہوئے تو لوگوں نے خیال کیا کہ شاید مطلب کوئی غلام کا لڑکا لایا ہے اسی لیے شیبہ کا نام عبدالمطلب یعنی مطلب کا غلام مشہور ہو گیا۔ یہ وہی عبدالمطلب ہیں جو ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ہیں اور جن کی آغوش میں آپؐ نے اپنی عمر کے ابتدائی آٹھ سال گذارے۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 84 تا 87، مطبوعہ 2006 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور اسے (دوسروں) تک ایسے ہی پہنچایا جیسے سنا تھا کیونکہ بہت سے لوگ جنہیں علم پہنچایا جائے (براہِ راست) سننے والے سے زیادہ اس کی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں اور حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں۔ (ترمذی، ابواب العلم)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ شخص جس کے دل میں قرآن کریم کا کچھ حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

(ترمذی، ابواب فضائل القرآن)

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔رضی اللہ عنہ)

(447) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب جو ہمارے حقیقی ماموں ہیں انکا ایک مضمون الحق دہلی مورخہ 19/26 جون 1914ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شمائل کے متعلق شائع ہوا تھا یہ مضمون حضرت صاحب کے شمائل میں ایک بہت عمدہ مضمون ہے اور میر صاحب موصوف کے بیس سالہ ذاتی مشاہدہ اور تجربہ پر مبنی ہے ۔لہٰذا درج ذیل کیا جاتا ۔میر صاحب تحریر فرماتے ہیں:

احمدی تو خدا کے فضل سے ہندوستان کے ہر گوشہ میں موجود ہیں بلکہ غیر ممالک میں بھی مگر احمد کے دیکھنے والے اور نہ دیکھنے والے احمدیوں میں بھی ایک فرق ہے ۔دیکھنے والوں کے دل میں ایک سرور اور لذت اسکے دیدار اور صحبت کی اب تک باقی ہے ۔نہ دیکھنے والے بارہا تاسف کرتے پائے گئے کہ ہائے ہم نے جلدی کیوں نہ کی اور کیوں نہ اس محبوب کا اصلی چہرہ اس کی زندگی میں دیکھ لیا۔تصویر اور اصل میں بہت فرق ہے اور وہ فرق بھی وہی جانتے ہیں جنھوں نے اصل کو دیکھا۔میرا دل چاہتا ہے کہ احمد (علیہ السلام) کے حلیہ اور عادات پر کچھ تحریر کروں ۔شاید ہمارے وہ دوست جنہوں نے اس ذات بابرکت کو نہیں دیکھا حظ اُٹھاویں۔

حلیہ مبارک

بجائے اس کے کہ میں آپ کا حلیہ بیان کروں اور ہر چیز پر خود کوئی نوٹ دوں یہ بہتر ہے کہ میں سرسری طور پر اس کا ذکر کرتا جاؤں اور نتیجہ پڑھنے والے کی اپنی رائے پر چھوڑ دوں ۔آپ کے تمام حلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہوسکتا ہے کہ ’’آپ مردانہ حسن کے اعلیٰ نمونہ تھے‘‘

مگر یہ فقرہ بالکل نامکمل رہے گا اگر اس کے ساتھ دوسرا یہ نہ ہو کہ ’’یہ حسن انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا۔‘‘

اور جس طرح آپ جمالی رنگ میں اس امت کیلئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح آپ کا جمال بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا اور دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔آپ کے چہرہ پر نورانیت کے ساتھ رعونت، ہیبت اور استکبار نہ تھے۔ بلکہ فروتنی، خاکساری اور محبت کی آمیزش موجود تھی ۔چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ میں بیان کرتا ہوں کہ جب حضرت اقدس چولہ صاحب کو دیکھنے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو وہاں پہنچ کر ایک درخت کے نیچے سایہ میں کپڑا بچھا دیا گیا اور سب لوگ بیٹھ گئے ۔آس پاس کے دیہات اور خاص قصبہ کے لوگوں نے حضرت صاحب کی آمد سُن کر ملاقات اور مصافحہ کیلئے آنا شروع کیا۔اور جو شخص آتا مولوی سید محمد احسن صاحب کی طرف آتا اور اُن کو حضرت اقدس سمجھ کر مصافحہ کر کے بیٹھ جاتا۔غرض کچھ دیر تک لوگوں پر یہ امر نہ کھلا، جب تک خود مولوی صاحب موصوف نے اشارہ سے اور یہ کہہ کر لوگوں کو ادھر متوجہ نہ کیا کہ ’’حضرت صاحب یہ ہیں‘‘ بعینہٖ ایسا واقعہ ہجرت کے وقت نبی کریم ﷺ کو مدینہ میں پیش آیا تھا۔وہاں بھی لوگ حضرت ابوبکرؓ کو رسولِ خدا سمجھ کر مصافحہ کرتے رہے جب تک کہ انہوں نے آپ پر چادر سے سایہ کر کے لوگوں کو ان کی غلطی سے آگاہ نہ کر دیا۔

جسم اور قد

آپ کا جسم دُبلا نہ تھا نہ آپ بہت موٹے تھے البتہ آپ دوہرے جسم کے تھے ۔قد متوسط تھا اگرچہ ناپا نہیں گیا مگر اندازاً پانچ فٹ آٹھ انچ کے قریب ہوگا کندھے اور چھاتی کشادہ اور آخر عمر تک سیدھے رہے نہ کمر جھکی نہ کندھے تمام جسم کے اعضاء میں تناسب تھا یہ نہیں کہ ہاتھ بے حد لمبے ہوں یا ٹانگیں یا پیٹ اندازہ سے زیادہ نکلا ہوا ہو۔غرض کسی قسم کی بدصورتی آپ کے جسم میں نہ تھی ۔جلد آپ کی متوسط درجہ کی تھی نہ سخت ، نہ کھردری اور نہ ایسی ملائم جیسی عورتوں کی ہوتی ہے۔آپ کا جسم پلپلا اور نرم نہ تھا بلکہ مضبوط اور جوانی کی سی سختی لئے ہوئے ۔آخر عمر میں آپ کی کھال کہیں سے بھی نہیں لٹکی نہ آپ کے جسم پر جھُرّیاں پڑیں۔

آپ کا رنگ

رنگم چو گندم است و بمو فرق بین ست
زاں ساں کہ آمد ست در اخبار سرورم

آپ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا یعنی اس میں ایک نورانیت اور سُرخی جھلک مارتی تھی اور یہ چمک جو آپ کے چہرہ کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی ۔کبھی کسی صدمہ ، رنج ، ابتلا ، مقدمات اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا اور ہمیشہ چہرہ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔کسی مصیبت اور تکلیف نے اس چمک کو دور نہیں کیا ۔علاوہ اس چمک اور نور کے آپ کے چہرہ پر ایک بشاشت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور دل میں اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اسکے چہرہ پر یہ بشاشت اور خوشی اور فتح اور طمانیت قلب کے آثار کیونکر ہوسکتے ہیں۔ یہ نیک ظاہر کسی بد باطن کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا ۔اور ایمان کا نور بدکار کے چہرہ پر درخشندہ نہیں ہوسکتا۔

آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آ گیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں ۔بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں ۔ ہر طرف سے اُداسی کے آثار ظاہر ہیں۔لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اے خداوند ہمیں رسوا مت کریو۔ غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو رہے ہیں مگر یہ خدا کا شیر گھر سے نکلتا ہے ہنستا ہوا اور جماعت کے سربرآوردوں کو مسجد میں بلاتا ہے مسکراتا ہوا۔ادھر حاضرین کے دل بیٹھے جاتے ہیں ۔ادھر وہ کہہ رہا ہے کہ لو پیش گوئی پوری ہوگئی ۔اِطَّلَعَ اللّٰہُ عَلٰی ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ ۔مجھے الہام ہوا اس نے حق کی طرف رجوع کیا حق نے اس کی طرف رجوع کیا۔کسی نے اس کی بات مانی نہ مانی اس نے اپنی سُنا دی اور سننے والوں نے اس کے چہرہ کو دیکھ کر یقین کیا کہ یہ سچا ہے۔ہم کو غم کھا رہا ہے اور یہ بے فکر اور بے غم مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہا ہے۔اس طرح کہ گویا حق تعالیٰ نے آتھم کے معاملہ کا فیصلہ اسی کے اپنے ہاتھ میں دیدیا۔اور پھر اس نے آتھم کا رجوع اور بیقراری دیکھ کر خود اپنی طرف سے مہلت دیدی اور اب اس طرح خوش ہے جس طرح ایک دشمن کو مغلوب کر کے ایک پہلوان پھر محض اپنی دریا دلی سے خود ہی اسے چھوڑ دیتا ہے کہ جاؤ ہم تم پر رحم کرتے ہیں ۔ ہم مرے کو مارنا اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔

لیکھرام کی پیشگوئی پوری ہوئی مخبروں نے فوراً اتہام لگانے شروع کئے ۔پولیس میں تلاشی کی درخواست کی گئی۔صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس یکا یک تلاشی کیلئے آموجود ہوئے۔لوگ الگ کر دیئے گئے اندر کے باہر باہر کے اندر نہیں جاسکتے۔مخالفین کا یہ زور کہ ایک حرف بھی تحریر کا مشتبہ نکلے تو پکڑ لیں مگر آپ کا یہ عالم کہ وہی خوشی اور مسرت چہرہ پر ہے اور خود پولیس افسروں کو لیجا لیجا کر اپنے بستے اور کتابیں تحریریں اور خطوط اور کوٹھریاں اور مکان دکھا رہے ہیں۔کچھ خطوط انہوں نے مشکوک سمجھ کر اپنے قبضہ میں بھی کر لئے ہیں ۔مگر یہاں وہی چہرہ ہے اور وہی مسکراہٹ ۔گویا نہ صرف بے گناہی بلکہ ایک فتح مبین اور اتمام حجت کا موقعہ نزدیک آتا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے باہر جو لوگ بیٹھے ہیں ان کے چہروں کو دیکھو وہ ہر ایک کانسٹیبل کو باہر نکلتے اور اندر جاتے دیکھ دیکھ کر سہمے جاتے ہیں ۔ان کا رنگ فق ہے ان کو یہ معلوم نہیں کہ اندر تو وہ جس کی آبرو کا انہیں فکر ہے خود افسروں کو بلا بلا کر اپنے بستے اور اپنی تحریریں دکھلا رہا ہے اور اسکے چہرے پر ایک مسکراہٹ ایسی ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اب حقیقت پیشگوئی کی پورے طور پر کھلے گی اور میرا دامن ہر طرح کی آلائش اور سازش سے پاک ثابت ہوگا۔

غرض یہی حالت تمام مقدمات، ابتلاؤں مصائب اور مباحثات میں رہی اور یہ وہ اطمینان قلب کا اعلیٰ اور اکمل نمونہ تھا جسے دیکھ کر بہت سی سعید روحیں ایمان لے آئی تھیں۔

آپ کے بال

آپ کے سر کے بال نہایت باریک سیدھے، چکنے، چمکدار اور نرم تھے اور مہندی کے رنگ سے رنگین رہتے تھے ۔گھنے اور کثرت سے نہ تھے بلکہ کم کم اور نہایت ملائم تھے ۔گردن تک لمبے تھے ۔آپ نہ سر منڈواتے تھے نہ خشخاش یا اس کے قریب کترواتے تھے بلکہ اتنے لمبے رکھتے تھے جیسے عام طور پر پٹے رکھے جاتے ہیں۔سر میں تیل بھی ڈالتے تھے۔چنبیلی یا حنا وغیرہ کا۔ یہ عادت تھی کہ بال سوکھے نہ رکھتے تھے۔

ریش مبارک

آپ کی داڑھی اچھی گھندار تھی ، بال مضبوط، موٹے اور چمکدار سیدھے اور نرم، حنا سے سرخ رنگے ہوئے تھے ۔ ڈاڑھی کو لمبا چھوڑ کر حجامت کے وقت فاضل آپ کتروا دیتے تھے یعنی بے ترتیب اور ناہموار نہ رکھتے تھے بلکہ سیدھی نیچے کو اور برابر رکھتے تھے۔ داڑھی میں بھی ہمیشہ تیل لگایا کرتے تھے ۔ایک دفعہ ایک پھنسی گال پر ہونے کی وجہ سے وہاں سے کچھ بال پورے بھی کتروائے تھے اور وہ تبرک کے طور پر لوگوں کے پاس اب تک موجود ہیں ۔ریش مبارک تینوں طرف چہرہ کے تھی ۔اور بہت خوبصورت ۔نہ اتنی کم کہ چھدری اور نہ صرف ٹھوڑھی پر ہو نہ اتنی کہ آنکھوں تک بال پہنچیں۔

وسمہ مہندی

ابتداء ایام میں آپ وسمہ اور مہندی لگایا کرتے تھے ۔سر اور ریش مبارک پر آخر عمر تک مہندی ہی لگاتے رہے وسمہ ترک کر دیا تھا۔البتہ کچھ روز انگریزی وسمہ بھی استعمال فرمایا مگر پھر ترک کر دیا۔آخری دنوں میں میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے ایک وسمہ تیار کر کے پیش کیا تھا وہ لگاتے تھے ۔اس سے ریش مبارک میں سیاہی آ گئی تھی ۔مگر اسکے علاوہ ہمیشہ برسوں مہندی پر ہی اکتفا کی جو اکثر جمعہ کے جمعہ یا بعض اوقات اور دنوں میں بھی آپ نائی سے لگوایا کرتے تھے۔

ریش مبارک کی طرح موچھوں کے بال بھی مضبوط اور اچھے موٹے اور چمکدار تھے۔ آپ لبیں کترواتے تھے۔مگر نہ اتنی کہ جو وہابیوں کی طرح مونڈی ہوئی معلوم ہوں نہ اتنی لمبی کہ ہونٹ کے کنارے سے نیچی ہوں۔

جسم پر آپ کے بال صرف سامنے کی طرف تھے ۔پشت پر نہ تھے اور بعض اوقات سینہ اور پیٹ کے بال آپ مونڈ دیا کرتے تھے یا کتروا دیتے تھے پنڈلیوں پر بہت کم بال تھے اور جو تھے وہ نرم اور چھوٹے اس طرح ہاتھوں کے بھی۔

(باقی آئندہ)

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے
خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 82 تا 85)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھائیں تا کہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 369)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

کوئی شخص موت کی خواہش نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو نیکیوں میں بڑھے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہوگا اور اگر بد ہے تو توبہ کی توفیق مل جائے گی

تایازاد بھائی لڑکی کا ولی بن سکتا ہے بشرطیکہ اس سے مقدم عصبی رشتہ داروں میں سے کوئی رشتہ دار زندہ نہ ہو

لجنہ کی تربیت اس طرح کریں کہ حیادار لباس ہو، باہر نکلیں تو ان کا لباس ایسا نہ ہو کہ غلط قسم کے مردوں کی اس پر نظریں پڑیں

ہر لجنہ ممبر روزانہ پانچ وقت نمازیں پڑھنے والی ہو، قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کرنے والی ہو

ناصرات کی تربیت اچھی طرح کریں، ان کو نمازیں پڑھنے کی عادت پڑ جائے، ان کو قرآن کریم پڑھنے کی عادت پڑ جائے

ان کو دعائیں کرنے کی عادت پڑ جائے، ان کو میرا ایم.ٹی.اے پہ جو خطبہ آتا ہے اسکو سننے کی عادت پڑ جائے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 18)

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ایک حدیث جس میں حضور ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ ''کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے'' کی صحت کے بارے میں دریافت کیا نیز لکھا ہے کہ یہ حدیث ہمارے جماعتی لٹریچر میں نہیں ملتی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 4/ اپریل 2019ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب آپ نے اپنے خط میں جس حدیث کا ذکر کیا ہے وہ احادیث کی مختلف کتب میں روایت ہوئی ہے۔ حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام مسلمؒ نے بھی اس حدیث کو اپنی کتب میں درج کیا ہے۔ اور اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي۔ (صحیح بخاری، کتاب المرضی، بَابُ تَمَنِّي الْمَرِيضِ الْمَوْتَ)

یعنی حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی مصیبت کی وجہ سے جو اسے پہنچی ہو، موت کی تمنا نہ کرے۔ اور اگر اس کیلئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو پھر وہ یہ کہے کہ اے اللہ! جب تک میرا زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے، اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب مرجانا میرے لیے بہتر ہو تو مجھے موت دیدے۔

جماعتی لٹریچر میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ نے صحیح بخاری کی جو شرح لکھی ہے اس میں بھی اس حدیث کا ذکر موجود ہے اور میں نے بھی 17/ اگست 2012ء کے خطبہ جمعہ میں اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص موت کی خواہش نہ کرے۔'' کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو نیکیوں میں بڑھے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہوگا اور اگر بد ہے تو توبہ کی توفیق مل جائے گی۔

سوال نکاح کے ایک معاملے میں دلہن کے والد کی وفات کی صورت میں دلہن کی طرف سے اسکے تایازاد بھائی کے ولی مقرر ہونے پر شعبہ رشتہ ناطہ کی طرف سے اعتراض اٹھانے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 14/ جنوری 2020ء میں اس بارے میں درج ذیل ہدایت عطا فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب محترم امیر صاحب کینیڈا نے نکاح کی رجسٹریشن کا ایک معاملہ مجھے بھجوایا ہے جس میں لڑکی کے والد فوت ہو چکے ہیں اور اس کا کوئی بھائی بھی نہیں ہے۔ اور لڑکی نے اپنے نکاح کیلئے اپنے تایازاد بھائی کو ولی مقرر کیا ہے۔ لیکن آپ نے یہ کہتے ہوئے کہ تایازاد بھائی ولی نکاح نہیں ہوسکتا، اس نکاح کی رجسٹریشن کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

مجھے بتائیں کہ آپ نے کس فقہ کے مطابق تایازاد بھائی کے ولی نکاح بننے پر اس نکاح کی رجسٹریشن کرنے سے منع کیا ہے، جبکہ اس بچی کے نہ والد زندہ ہیں اور نہ کوئی بھائی ہے۔ فقہ احمدیہ کے مطابق تو والد کے بعد بچی کے عصبی رشتہ داروں میں سے جو قریبی رشتہ دار موجود ہو وہ لڑکی کا ولی بن سکتا ہے اور تایازاد بھائی کا شمار عصبی رشتہ داروں میں ہوتا ہے اور وہ لڑکی کا ولی بن سکتا ہے بشرطیکہ اس سے پہلے عصبی رشتہ داروں میں سے کوئی رشتہ دار زندہ نہ ہو۔ لہٰذا اس نکاح کو رجسٹرڈ کرلیں۔

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ اگر جنت اور دوزخ کا ظاہری تصور درست نہیں ہے تو پھر جنت اور دوزخ کیا ہے؟ اور جب قیامت آئے گی تو جنت اور دوزخ کیسی لگیں گی؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 4/فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب جنت اور دوزخ کے بارے میں جس طرح دوسرے مذاہب میں طرح طرح کے تصورات پائے جاتے ہیں مسلمانوں نے بھی قرآن کریم اور احادیث میں بیان جنت و دوزخ کے بارے میں بیان امور کو نہ سمجھنے اور انہیں ظاہر پر محمول کر دینے کی وجہ سے غلط قسم کے خیالات اپنے ذہنوں میں پیدا کر لیے ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث نے انسان کو سمجھانے کیلئے جنت و دوزخ کے بارے میں یہ تمثیلی نقشہ بیان فرمایا ہے۔ اور ان کے بارے یہ الفاظ بطور استعارہ استعمال فرمائے ہیں اور ان کے پیچھے ایک اور حقیقت مخفی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس تمثیلی نقشہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (السجدۃ: 18) یعنی کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کیلئے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔

اسی طرح حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی نعماء ایسی ہیں مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ کہ انہیں نہ کبھی کسی انسانی آنکھ نے دیکھا، نہ کبھی کسی انسانی کان نے ان کا حال سنا اور نہ کبھی کسی انسان کے دل میں ان کے بارے میں کوئی تصور گزرا۔

دراصل جنت اور دوزخ اسی دنیا کے ایمان اور عمل کا ایک ظلّ ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں جو باہر سے آکر انسان کو ملے گی بلکہ انسان کی بہشت انسان کے اندر ہی سے نکلتی ہے اور اسی کے ایمان اور اعمال صالحہ ہیں جن کی اسی دنیا میں لذت شروع ہو جاتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ نظر آتے ہیں۔ اور نہریں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن عالم آخرت میں یہی باغ کھلے طور پر محسوس ہوں گے۔ اسی لیے قرآن کریم جنتیوں کے بارے میں فرماتا ہے: كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا (البقرۃ: 26) کہ جب بھی وہ اُن (باغات) میں سے کوئی پھل بطور رزق دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے بھی دیا جاچکا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ان کے پاس محض اس سے ملتا جلتا (رزق) لایا گیا تھا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جنت و دوزخ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''قرآن شریف کی رو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی زندگی کے اظلال اور آثار ہیں۔ کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہ سے آوے۔ یہ سچ ہے کہ وہ دونوں جسمانی طور سے متمثّل ہوں گے مگر وہ اصل روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہوں گے۔ ہم لوگ ایسی بہشت کے قائل نہیں کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین پر درخت لگائے گئے ہوں اور نہ ایسی دوزخ کے ہم قائل ہیں جس میں درحقیقت گندھک کے پتھر ہیں بلکہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت دوزخ انہی اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 413)

سوال ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنے بیٹے کی بیماری کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ جب سب کچھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو وہ میرے بیٹے کو ٹھیک کیوں نہیں کر دیتا۔ اگر کہا جائے کہ انسان کو اس کے اعمال کی سزا ملتی ہے۔ تو میرا بیٹا تو پیدا ہی ایسا ہوا تھا، اس نے کونسا گناہ کیا ہے؟ یہ سب میری سمجھ سے باہر ہے۔ مجھے یہ سب سمجھائیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 4/فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب خدا تعالیٰ جو کامل علم والی ہستی ہے، اسکے مقابلے پر انسان کا علم بہت ہی ناقص اور نامکمل ہے۔ اس لیے انسان کیلئے خدا تعالیٰ کے ہر فعل کی حکمت سمجھنا ناممکن ہے۔ لہٰذا انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ایسا اعتراض کرنا زیب نہیں دیتا۔ اس سے اسکے احسانات کی ناشکری کا اظہار ہوتا ہے۔ کیونکہ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائی ہیں وہ اَن گنت ہیں اور اگر ان کا انسان شکر ادا کرنا چاہے تو ناممکن ہے۔ اسی لیے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے جسم کے ہر جوڑ پر ہر روز ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ جوڑ نہ ہوں تو اس کا سارا جسم بے کار ہو جائے۔ پھر ایک اور نصیحت حضور ﷺ نے ہمیں یہ فرمائی کہ تم میں سے کوئی جب ایسے شخص کو دیکھے جو مال یا جسمانی ساخت میں اس سے بہتر ہے تو اسے اس شخص پر بھی نظر ڈالنی چاہیے جو مالی لحاظ سے یا جسمانی لحاظ سے اس سے کمزور ہے۔ ان نصائح پر عمل کرنے سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا حقیقی شکر پیدا ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان کاموں میں بھی انسان کی ہی ترقی کے بہت سے راز مضمر ہیں۔ اگر یہ دکھ، تکالیف اور بیماریاں نہ ہوتیں تو انسان میں سوچنے اور ترقی کرنے کی تحریک ہی پیدا نہ ہوتی اور وہ ایک پتھر کی طرح جامد چیز بن کر رہ جاتا۔ یہ تکالیف ہی ہیں جو انسان میں تحقیق اور جستجو کے مادہ کو متحرک رکھتی ہیں۔ چنانچہ اکثر سائنسی تحقیقات اور ایجادات کے پیچھے انسانی تکالیف اور بے آرامی سے چھٹکارا پانے کی ایک مستقل جدوجہد کارفرما نظر آتی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو تکالیف انسان کو پہنچتی ہیں وہ انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے نظام کو چلانے کیلئے ایک قانون قدرت بنایا اور دنیا میں بہت سی چیزیں پیدا کر کے انسان کو ان پر حاکم بنا دیا ہے۔ اب اگر انسان بعض چیزوں سے فائدہ نہ اٹھائے یا ان چیزوں کا غلط استعمال کر کے نقصان اٹھائے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ چنانچہ میڈیکل سائنس سے ثابت ہے کہ ماں باپ کی بعض کمزوریوں کا ان کی اولاد پر اثر پڑتا ہے۔ حمل میں اگر پوری طرح احتیاط نہ برتی جائے تو بعض اوقات اس کا پیدا ہونے والے بچے کی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے، جو مائیں ڈائٹنگ کرتی ہیں ان کے بچے بعض اوقات کمزور پیدا ہوتے ہیں، جن بچیوں کو بچپن میں مٹی چاٹنے کی عادت ہو بعض اوقات ان کی اولاد معذور پیدا ہوتی ہے۔ پس تکالیف خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ نہیں ہیں بلکہ اس قانون قدرت کے غلط استعمال یا اس میں کمی بیشی کرنے کے سبب سے ہیں جو انسانوں کے فائدہ کیلئے بنایا گیا تھا۔ البتہ اللہ تعالیٰ انسان کی بہت سی غلطیوں سے درگزر فرماتے ہوئے اسے ان کے بدنتائج سے بچاتا رہتا ہے۔ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ''اور تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس سبب سے ہے جو تمہارے اپنے ہاتھوں نے کمایا۔ جبکہ وہ بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے۔'' (سورۃ الشوریٰ: 31)

پھر خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون قدرت میں ایک بات یہ بھی شامل ہے کہ ہر چیز دوسرے سے اثر قبول کرتی ہے۔ اسی قانون کے تحت بچے اپنے والدین سے جہاں اچھی باتیں قبول کرتے ہیں وہاں بُری باتیں بھی قبول کرتے ہیں، صحت بھی ان سے لیتے ہیں اور بیماری بھی ان سے لیتے ہیں۔ اگر بیماریاں یا تکالیف ان کو ماں باپ

سے ورثہ میں نہ ملتیں تو اچھی باتیں بھی نہ ملتیں۔ اور اگر ایسا ہوتا تو انسان ایک پتھر کا وجود ہوتا جو بُرے بھلے کسی اثر کو قبول نہ کرتا اور اس طرح انسانی پیدائش کی غرض باطل ہو جاتی اور انسان کی زندگی جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتی۔

چوتھی بات یہ ہے کہ دنیوی زندگی دراصل عارضی زندگی ہے اور اسکی تکالیف بھی عارضی ہیں۔ اور جن لوگوں کو اس عارضی زندگی میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اسکے بدلے میں ایسے شخص کی اخروی زندگی جو دراصل دائمی زندگی ہے، کی تکالیف دور فرما دیتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ ایک مومن کو اس دنیا میں رستہ چلتے ہوئے جو کانٹا بھی چبھتا ہے اسکے بدلے میں بھی اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں اجر لکھتا ہے یا اس کی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

اس دنیوی زندگی کے مصائب میں اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو سب سے زیادہ ڈالتا ہے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے انبیاء پر سب سے زیادہ آزمائشیں آتی ہیں پھر رتبے کے مطابق درجہ بدرجہ باقی لوگوں پر آزمائش آتی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی آدمی کو حضور ﷺ سے زیادہ درد میں مبتلا نہیں دیکھا۔ چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے کئی بچے فوت ہوئے، حالانکہ صرف ایک بچہ کی وفات کا دکھ ہی بہت بڑا دکھ ہوتا ہے۔

پس دنیوی تکالیف اور آزمائشوں میں بہت سی الٰہی حکمتیں مخفی ہوتی ہیں، جن تک بعض اوقات انسانی عقل کی رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ پس انسان کو صبر اور دعا کے ساتھ ان کو برداشت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”بعض وقت مصلحت الٰہی یہی ہوتی ہے کہ دنیا میں انسان کی کوئی مراد حاصل نہیں ہوتی۔ طرح طرح کے آفات، بلائیں، بیماریاں اور نامرادیاں لاحق حال ہوتی ہیں مگر ان سے گھبرانا نہ چاہئے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 23، ایڈیشن 2016ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ بنگلا دیش کی Virtual ملاقات مورخہ 14؍نومبر 2020ء میں لجنہ اور ناصرات کی تربیت کے بارے میں حضور انور نے فرمایا: لجنہ کی تربیت اس طرح کریں کہ لجنہ کو عادت ڈالیں کہ ایک تو ان کا باقاعدہ حیادار لباس ہو، وہ پردہ کرتی ہوں اور گھر سے باہر نکلیں تو ان کا لباس ایسا نہ ہو کہ غلط قسم کے مردوں کی اس پر نظریں پڑیں، اور پردہ کر کے باہر نکلا کریں۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ احمدی لڑکی اور احمدی عورت کا دوسروں سے ایک فرق ہونا چاہیے اور عادت ڈالیں کے ہر لجنہ ممبر جو ہے وہ روزانہ پانچ وقت نمازیں پڑھنے والی ہو۔ یہ کوشش کریں کہ ہر لجنہ ممبر جو ہے وہ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کرنے والی ہو۔ اور یہ بھی کوشش کریں کہ آپ کی جو نوجوان لڑکیاں ہیں ان کو اپنے احمدیوں میں ہی رشتے کرنے کی طرف زیادہ توجہ ہو بجائے اسکے کہ باہر رشتے کریں۔ اور جو نوجوان لڑکیاں کام کرتی ہیں یا جو عورتیں کام کرتی ہیں ان کو یہ عادت ڈالیں کہ وہ اپنے کام کی جگہ پر اپنا ایسا لباس پہنیں جو حیادار لباس ہو اور پردہ میں رہ کر کام کیا کریں۔ اسی طرح تربیت کے سیمینار بھی کیا کریں اور ان سیمینار میں نوجوانوں کو بلایا کریں اور ان کو سمجھایا کریں کہ اللہ اور رسول کے کیا حکم ہیں اور اسکے مطابق اپنی تربیت کریں۔

اسی ملاقات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ناصرات کی تربیت کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: ان کیلئے تربیت کے پروگرام ایسے بنائیں کہ ناصرات کی تربیت اچھی طرح کر دیں، ان کو نمازیں پڑھنے کی عادت پڑ جائے، ان کو قرآن کریم پڑھنے کی عادت پڑ جائے، ان کو دعائیں کرنے کی عادت پڑ جائے، ان کو میرا ایم ٹی اے پہ جو خطبہ آتا ہے اسکو سننے کی عادت پڑ جائے، ناصرات کی اگر اچھی طرح تربیت کر دیں گی تو وہی ناصرات لجنہ میں جا کے پھر زیادہ اچھا کام کریں گی۔ اگر ناصرات کی آپ ٹریننگ کر دیں گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی لجنہ بھی بڑی اچھی ہو جائے گی۔ اس لیے کوشش کریں کہ ناصرات کی زیادہ سے زیادہ اچھی تربیت کر سکیں۔

سوال اسی ملاقات میں ایک ممبر لجنہ اماء اللہ نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آپ بے حد مصروف رہتے ہیں کیا آپ کی ہفتہ وار چھٹی کا کوئی انتظام ہے اور آپ اپنے دوستوں اور اہل و عیال کیلئے کس طرح وقت نکالتے ہیں؟ اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جواب بس اسی طرح گزار لیتے ہیں۔ اس وقت بھی میں آپ کے ساتھ میٹنگ کر کے ہفتہ وار چھٹی منا رہا ہوں۔ یہ میری ہفتہ وار چھٹی ہے۔

سوال ایک ممبر لجنہ نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضور جب خلافت سے پہلے افریقہ تشریف لے گئے تب کے حالات اب جیسے نہیں تھے۔ اُس وقت کام کرتے ہوئے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ حضور سے درخواست ہے کہ اُس وقت کا کوئی تجربہ ہمیں بتائیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا درج ذیل الفاظ میں جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب بات یہ ہے کہ مشکلات کا سامنا تو کرنا پڑتا ہے۔ اور اس وقت بڑے مشکل حالات تھے، اب تو بڑے اچھے حالات ہیں۔ تو یہی تھا کہ جس کام کے لیے ہم آئے ہیں اس کام کو کرنا ہے اور اس مقصد کو پورا کرنا ہے۔ مشکلات تو کام کے رستے میں سامنے آتی ہیں لیکن دین کے کام میں مشکلات روک نہیں بننی چاہئیں۔ اس لیے ہماری، میری بھی اور میری بیوی کی بھی اُس وقت یہی کوشش ہوتی تھی کہ ہمارے جو کام ہیں وہ چلتے رہیں اور کوئی روک نہ ہمیں بنے۔ اور ایسے حالات میں، مشکل حالات میں عورتوں کو بھی خاوندوں کا ساتھ دینا چاہیے اور خاوندوں کو بھی عورتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور جو دینی کام ہیں وہ چلتے رہنے چاہئیں۔ باقی اللہ تعالیٰ پہ توکل کرتے ہوئے جب آپ کام کرتے ہیں تو چاہے مشکل حالات بھی ہوں اللہ تعالیٰ ان کے حل کا کوئی نہ کوئی ذریعہ نکال دیتا ہے۔ اور اسی طرح کام کرنے کے ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے رہنا چاہیے تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت بھی ڈال دیتا ہے۔ بس یہی تھا کہ محنت کرو اور دعا کرو تو اللہ تعالیٰ حل کر دیتا ہے۔ کسی بات سے گھبرانا نہیں چاہیے۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 16؍جولائی 2021)

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

انہیں چند آدمیوں میں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں اور یہ یکشنبہ کا دن اور 4 بجے صبح کا وقت تھا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔ (برکات الدعا رُوحانی خزائن جلد 6 صفحہ 33)

”قوی ہیکل مہیب شکل گویا اُس کے چہرے پر سے خون ٹپکتا ہے“ کے الفاظ میں قتل کی تصریح پہلے سے کر دی گئی تھی۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اور یہ امر کہ کن پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قتل کیا جائے گا، پس واضح ہو کہ وہ تین ہیں۔ اوّل ایک پیشگوئی کہ جو رسالہ برکات الدعا میں لیکھ رام کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی وہ اُس کے قتل کی صاف طور پر خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے عجل جسد لہٗ خوار۔ لہٗ نصب وعذاب......اس پیشگوئی میں صریح اور صاف طور پر لیکھ رام کے قتل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اُس کے لئے وہ عذاب مقرر کیا گیا ہے جو گوسالہ سامری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

دوسری پیشگوئی جو لیکھ رام کے قتل کی خبر دیتی ہے وہ ایک کشف ہے جو رسالہ برکات الدعاء کے حاشیہ پر درج ہے۔ (حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 297)

اسی تسلسل میں آگے چل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں لیکھ رام کے قتل کئے جانے کی نسبت تین الہام ہیں۔ اوّل خونی فرشتہ جو میرے پر ظاہر ہوا اور اُس نے پوچھا کہ لیکھ رام کہاں ہے۔ دوسرا یہی الہام یعنی عِجْلٌ جَسَدٌ لَهٗ خُوَارٌ لَهٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ یعنی لیکھ رام گوسالہ سامری ہے اور گوسالہ سامری کی مانند وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا تیسرا وہ شعر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا اور قبل از وقت یعنی پانچ سال لیکھ رام کی موت سے پہلے شائع کیا گیا اور وہ شعر یہ ہے :

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ ...... ☆ ...... بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ

یعنی اے لیکھ رام تو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی کیوں نہیں ڈرتا۔ اب ہم وہ کل اشعار اس جگہ لکھ دیتے ہیں جن میں مذکورہ بالا الہامی شعر ہے اور نیچے اُن کے لیکھ رام پشاوری کی نعش کی وہ تصویر لکھ دیں گے جو خود آریہ صاحبوں نے شائع کی اور ہمیں اُس بدقسمت لیکھ رام کی حالت پر نہایت افسوس آتا ہے کہ چند دن اسلام پر زبان درازی کر کے آخر اُس نے جواناں مرگ جان دی اور وہ قریباً دو ماہ تک قادیان میں بھی میرے پاس رہا تھا اور پہلے اس کی ایسی طبیعت نہیں تھی مگر شریر لوگوں نے اس کی طبیعت کو خراب کر دیا۔ اُس نے بڑی خواہش کے ساتھ یہ قبول کیا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور امور غیبیہ کھلتے ہیں تو میں اسلام قبول کرلوں گا مگر قادیان کے بعض شریر الطبع لوگوں نے اُس کے دل کو خراب کر دیا اور میری نسبت بھی اُن نالائق ہندوؤں نے بہت کچھ جھوٹی باتیں اُس کو سُنائیں تا وہ میری صحبت سے متنفر ہو جائے پس ان بدصحبتوں کی وجہ سے روز بروز وہ ردّی حالت کی طرف گرتا گیا مگر جہاں تک میرا خیال ہے ابتدا میں اس کی ایسی ردّی حالت نہ تھی صرف مذہبی جوش تھا جو ہر ایک اہل مذہب حق رکھتا ہے کہ اپنے مذہب کی پابندی میں بپابندی حق پرستی وانصاف بحث کرے وہ ایک مرتبہ اپنے قتل کئے جانے سے ایک برس پہلے لاہور کے اسٹیشن پر ایک چھوٹی سی مسجد میں مجھے ملا اور میں وضو کر رہا تھا اور وہ نمستے کر کے چند منٹ کھڑا رہا اور پھر چلا گیا مجھے افسوس ہے کہ اُس وقت نماز کی وجہ سے میں اُس سے بات نہ کر سکا اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ قادیان کے ہندوؤں نے اُس کو میری باتیں سُننے کا موقع نہ دیا اور محض افترا سے اس کو جوش دلایا اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ خون اُن کی گردن پر ہے وہ باوجود اس قدر جوش کے اپنی طبیعت میں ایک سادگی بھی رکھتا تھا کیونکہ شریر لوگوں کی باتوں سے بغیر تفتیش اور تفحص کے متأثر ہو جاتا تھا اِسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُس کو ایک گوسالہ سے مشابہت دی بہرحال ہم اُس کی ناگہانی موت سے بغیر افسوس کے نہیں رہ سکتے مگر کیا کیا جائے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا وہ پورا ہونا ضروری تھا۔

(حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22، صفحہ 301)

گرچہ کہ پیشگوئی میں قتل کا لفظ نہیں لیکن پیشگوئی کے الفاظ اور اس کی تشریحات سے یہ ضرور سمجھا جاتا تھا کہ لیکھ رام کی موت بذریعہ قتل ہوگی۔ چنانچہ ذیل میں ہم اخبار عام کے معین الفاظ نقل کرتے ہیں جس میں اس نے یہ اقرار کیا ہے کہ پیشگوئی قتل کی تھی۔ اخبار عام 16 مارچ 1897 صفحہ 3 پر لکھتا ہے :

”طرح طرح کی افواہیں مشہور ہیں۔ اور قادیانی صاحب کا رویّہ سب سے نرالا ہے......سخت افسوس سے قبول کرنا پڑتا ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کا فرض ہے کہ جب الہام کے زور سے انہوں نے لیکھ رام کے قتل کی پیشگوئی کی تھی اسی الہام کے زور سے بتلادیں کہ قاتل اس کا کون ہے۔“ (سراج منیر صفحہ 47، حاشیہ)

پس لوگ سمجھتے تھے کہ پیشگوئی میں قتل کی طرف اشارہ ہے۔ اب ہم ذیل میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج کے الفاظ پیش کرتے ہیں۔ آپؑ نے شہزادہ والا گوہر اکسٹرا اسسٹنٹ جہلم کو مخاطب کر کے فرمایا :

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ آؤ ہمارے رُوبرو ہماری کتابیں دیکھو جن میں متفرق مقامات میں یہ پیشگوئی درج ہے۔ پھر اگر تصریح ثابت نہ ہو تو اُسی جلسہ میں آپ کو دو سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

(ایام الصلح رُوحانی خزائن جلد 14 صفحہ 418)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور) ......☆......☆......☆......

ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ شادی بیاہ جو خوشی کے مواقع ہیں، ان میں خدا تعالیٰ کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہیے

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو نکاح سے پہلے تلاوت کی جاتی ہیں بار بار تقویٰ کی طرف توجہ دلائی ہے
اور فرمایا آپس کے رشتوں کا خیال رکھو، سچائی پر قائم رہو، باہم ہر معاملے میں گہرائی میں جا کر سچائی کو اختیار کرو

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شادی کی پُر مسرت تقریب

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے 6 نومبر 2021ء بروز ہفتہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے خصوصی طور پر اور احباب جماعت کیلئے عمومی طور پر ایک مبارک دن کے طور پر طلوع فرمایا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی آل کیلئے اپنے رب کے حضور التجا "بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں۔ یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ" کو اللہ تعالیٰ نے اس روز ایک مرتبہ پھر شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے آپؑ کی نسل میں سے ایک بچہ اور بچی کو رشتۂ ازدواج میں منسلک فرمایا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک اسلام آباد، ٹلفورڈ یو۔کے میں اپنے نواسے اور محترم فاتح احمد ڈاہری صاحب وکیل تعمیل و تنفیذ بھارت و محترمہ صاحبزادی امۃ الوارث فرح صاحبہ کے فرزند مکرم منصور احمد ڈاہری صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور محترم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان و محترمہ سیدہ امۃ الباسط ماریہ صاحبہ کی صاحبزادی محترمہ سیدہ یمنیٰ خلود صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کے نکاح کا ساڑھے تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر اعلان کرتے ہوئے درج ذیل خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خطبہ نکاح

"اس وقت میں چند نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ سیدہ یمنیٰ خلود کا ہے جو سید خالد احمد صاحب ناظر اعلیٰ ربوہ کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم منصور احمد ابن فاتح احمد ڈاہری صاحب وکیل تعمیل و تنفیذ اسلام آباد یو۔کے کے ساتھ طے پایا ہے۔ دونوں گھر، لڑکا بھی اور لڑکی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد میں شامل ہیں۔ لڑکا میرا نواسہ بھی ہے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ شادی بیاہ جو خوشی کے مواقع ہیں، ان میں خدا تعالیٰ کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہیے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو نکاح سے پہلے تلاوت کی جاتی ہیں بار بار تقویٰ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اس طرف توجہ دلا کے پھر فرمایا کہ اب آپس کے رشتوں کا بھی خیال رکھو۔ سچائی پر قائم رہو۔ باہم ہر معاملہ میں گہرائی میں جا کر سچائی کو اختیار کرو۔ ایک دوسرے سے رشتہ نبھانے میں ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کا خیال رکھو۔ کیونکہ یہی چیز ہے جو اعتماد پیدا کرتی ہے اور یہی چیز ہے جو پھر آگے میاں اور بیوی کی احسن رنگ میں زندگی گزارنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ اولاد کی تربیت کس طرح کرنی ہے۔ آئندہ جو اولاد ہونے والی ہے اس کیلئے دعا بھی کرو اور اس کی صحیح تربیت بھی کرو۔ خود اپنے عمل کو بھی دیکھو کہ کہاں تک تم نیک عمل بجا لانے والے ہو جو تمہاری آئندہ زندگی میں کام آنے والے ہوں۔

پس یہ بہت ساری ہدایات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمائی ہیں۔ اور ہر شادی کے بندھن میں بندھنے والے کو ہمیشہ ان کو یاد رکھنا چاہیے۔ شادی کرنا صرف خوشی کی بات ہی نہیں بلکہ بعض ذمہ داریاں بھی ہیں جن کو ادا کرنے کی طرف دونوں کی، لڑکے کی بھی اور لڑکی کی بھی توجہ ہونی چاہیے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ ان دونوں کا خاندان سے تعلق ہے تو ان کی اس لحاظ سے زیادہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے فرائض بھی نبھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والے بھی ہوں اور اس کی مخلوق کے حق ادا کرنے والے بھی ہوں۔ اس کے ساتھ میں اب نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔"

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فریقین سے ایجاب و قبول کروایا۔

اس بابرکت تقریب نکاح میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم طاہر محمود مبشر صاحب استاد جامعہ احمدیہ یوکے کی بیٹی عزیزہ بارعہ طاہر واقفہ نو ہمراہ عزیزم محمد عمران بشارت صاحب فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ جرمنی ابن مکرم انیس احمد صاحب۔ مکرم مظہر احمد چیمہ صاحب کارکن الفضل انٹرنیشنل لندن کی بیٹی عزیزہ امۃ الوکیل ماہا چیمہ واقفہ نو ہمراہ عزیزم راجہ ظہیر احمد وقف نو ابن مکرم راجہ رشید احمد صاحب ربوہ اور مکرم انیس احمد صاحب (پاکستان) کی بیٹی عزیزہ خولہ شانزے ہمراہ عزیزم جہاں زیب احمد چٹھہ وقف نو ابن مکرم سعید احمد چٹھہ صاحب (کینیڈا) کے نکاحوں کا بھی اعلان فرمایا۔

مذکورہ بالا تمام نکاحوں کے فریقین کے مابین ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور نے فرمایا:

"تقویٰ پر چلنے اور نیکیوں کے قائم کرنے کی یہ جو باتیں میں نے کہی ہیں، یہ جو بھی رشتے قائم ہونے والے ہیں ان سب کیلئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق بھی دے۔ دعا کرلیں کہ یہ تمام رشتے ہر لحاظ سے بابرکت ہوں۔"

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی۔

تقریب رخصتانہ و دعوت ولیمہ

13 نومبر 2021ء بروز ہفتہ محترمہ سیدہ یمنیٰ خلود صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی تقریب رخصتانہ اور 14 نومبر 2021ء بروز اتوار کو اس شادی کی دعوت ولیمہ کی تقریبات اسلام آباد ٹلفورڈ یو۔کے میں عمل میں آئیں جن کیلئے اسلام آباد کی دونوں بڑی شاہراہوں (شاہراہ صدر اور شاہراہ محمود) پر لگے درختوں کو بجلی کے چھوٹے چھوٹے قمقموں کے ساتھ نہایت سادگی کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ ان تقریبات کیلئے ایوان مسرور میں مرد حضرات کیلئے جبکہ قصر خلافت کی مغربی جانب پارکنگ میں لگائی جانے والی مارکی میں مستورات کا انتظام کیا گیا تھا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 13 نومبر 2021ء بروز ہفتہ مسجد مبارک میں نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد تقریب رخصتانہ میں شمولیت کیلئے سوا آٹھ بجے ایوان مسرور تشریف لائے۔ دلہن کے والد محترم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان، دولہا مکرم منصور احمد ڈاہری صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ، دولہے کے والد محترم فاتح احمد ڈاہری صاحب وکیل تعمیل و تنفیذ بھارت اور دیگر افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضور انور کے ہمراہ تھے۔

اس تقریب میں افراد خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، ایڈیشنل وکلاء یو۔کے، افسران صیغہ جات، مبلغین سلسلہ، واقفین زندگی، کارکنان جماعتی دفاتر اور یوکے کی جماعت کے بعض افراد نے شرکت کی سعادت پائی۔

حضور انور کے ارشاد پر تقریب کا آغاز ہوا۔ محترم فیروز عالم صاحب انچارج بنگلہ ڈیسک نے سورۃ الفرقان کی آیات نمبر 72 تا 77 کی نہایت خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کی اور بعد میں ان آیات کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ تلاوت کے بعد محترم رانا محمود الحسن صاحب مربی سلسلہ ایڈیشنل وکالت تبشیر یو کے نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام "محمود کی آمین" میں سے چند اشعار ترنم سے پیش کیے۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد مہمانان کرام کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ عشائیہ کے بعد قریباً سوا نو بجے حضور انور تشریف لے گئے اور یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اگلے روز مورخہ 14 نومبر 2021ء اسی ایوان مسرور اور قصر خلافت کی مغربی جانب پارکنگ میں لگائی جانے والی مارکی میں دعوت ولیمہ کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس تقریب کا آغاز بھی گزشتہ روز کی طرح نماز عشاء کے بعد ہوا۔ پونے نو بجے کے قریب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دعوت ولیمہ میں رونق افروز ہوئے اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد مہمانان کرام کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ اور ساڑھے نو بجے کے قریب حضور انور کے واپس تشریف لے جانے پر اس پُر مسرت تقریب کا اختتام ہوا۔

رپورٹ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ
انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

☆......☆......☆

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

جن لوگوں میں نمازیں پڑھنے کے باوجود برائیاں قائم رہتی ہیں
ان کی نمازیں صرف ظاہری نمازیں ہوتی ہیں وہ اس کی روح کو نہیں سمجھتے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جنوری 2017)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ایسے لوگ جن کو اپنی بڑائی بیان کر کے اپنے مقام کا اظہار کرنے کا بڑا شوق
ہوتا ہے ان کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ بلند مقام عاجزی سے ہی ملتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 جنوری 2004)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

قرآن مجید کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے

(قرآن مجید کی 26 آیات پر اعتراضات کے جوابات)

محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ شمالی ہند قادیان

(قسط:7)

ذیل میں درخواست دہندہ کی طرف سے پیش کردہ آیات کا عربی متن، اس کا ترجمہ اور پھر وضاحت پیش ہے:

اعتراض آیت نمبر:2(a)

فَاِذَا انۡسَلَخَ الۡاَشۡهُرُ الۡحُرُمُ فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَيۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ وَخُذُوۡهُمۡ وَاحۡصُرُوۡهُمۡ وَاقۡعُدُوۡا لَهُمۡ كُلَّ مَرۡصَدٍ‌ۚ فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوۡا سَبِيۡلَهُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ

(سورۃ التوبہ، سورۃ نمبر 9 آیت نمبر 5)

ترجمہ: پس جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو جہاں بھی تم (عہد شکن) مشرکوں کو پاؤ تو اُن سے لڑو اور انہیں پکڑو اور ان کا محاصرہ کرو اور ہر کمین گاہ پر اُن کی گھات میں بیٹھو۔ پس اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

درخواست دہندہ کی طرف سے پیش کردہ آیات نمبر: 2a,2b,2d,2f,2i,2k,2n,2o,2p,2s,2w,2x,2z میں مذکورہ نمبروں کے تحت جن آیات کو درج کر کے قرآن مجید اور اسلام کی طرف جو بدترین الزمات منسوب کئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ اس شخص نے عمداً اُن وجوہات کو نظر انداز کر دیا ہے جو ان آیات کے قرآن مجید میں ذکر کا باعث بنیں۔ مذکورہ آیات کا تعلق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور مسلمانوں کے اُس زمانے سے ہے جبکہ وہ کفار مکہ کی طرف سے مسلمانوں پر مسلط کی جانے والی جنگوں سے اپنا بچاؤ اپنی حفاظت اور اپنے دفاع کیلئے جنگ لڑنے پر مجبور کئے گئے تھے۔ درخواست دہندہ اور اُسکے ہمنوا ذرا غور کریں کہ ایک مکہ مکرمہ کا آدمی اپنا گھر بار در و دیوار زمین جائیداد کاروبار تجارت مجبوراً چھوڑ کر اڑھائی سو میل دور یثرب (مدینہ منورہ) میں اپنی نئی زندگی شروع کرنے کے لئے ہجرت کر جاتا ہے اور یہ دشمن اپنی تلوار کے ساتھ مدینہ پہنچ کر اُسے نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی عقل سلیم رکھنے والا انسان یہ بتائے کیا ایسی حالت میں اُس مظلوم کو اپنی بقاء اور اپنے دین کی سالمیت کے لئے دفاع کا حق نہیں ؟؟؟ دنیا کے ہر متمدن اور انصاف پسند انسان کا اس سوال کے جواب میں یہی مؤقف ہوگا کہ یہاں ان مظلوموں کو اپنے دفاع کا پورا حق تھا۔ یہی وہ حق ہے جس پر دشمنان اسلام گزشتہ چودہ صدیوں سے اعتراض کرتے چلے آرہے ہیں۔

اب ان آیات کی مزید وضاحت تحریر ہے۔

وضاحت: درخواست دہندہ نے اپنی درخواست میں جو آیات درج کی ہیں اسکی تشریح سے پہلے اس آیت اور اسی کے تسلسل میں مذکورہ بعض دوسری آیات کا تاریخی پس منظر تحریر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ان آیات کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر ایک اندازے کے مطابق 20 اگست 610ء کو قرآن مجید کے نزول کی ابتداء ہوئی اور اسکے ساتھ آپ ﷺ نے اہل مکہ کو قبولیت اسلام کی دعوت دینے کا آغاز کیا۔ شرک و ظلم نیز گناہوں کی آلودہ زندگی سے نجات پانے کی طرف بلایا اور اُنہیں پاک صاف زندگی گزارنے کی تحریک کی اس میں حضور ﷺ کا اپنا ذاتی کوئی فائدہ نہیں تھا بلکہ اہل مکہ کی ہی فلاح و بہبودگی مقصود تھی۔ اہل مکہ میں سے جو جو اسکی افادیت کو محسوس کرتا جاتا وہ اسلام قبول کرتا چلا جاتا تھا اور دوسری طرف قریش مکہ کی اکثریت نے حضور ﷺ اور آپ پر ایمان لانے والوں پر ظلم کا سلسلہ شروع کر دیا، اُنکو دکھ اور اذیتیں پہنچانے میں لذت محسوس کرنے لگے۔ اسلام قبول کرنے والوں میں سے ایک بلال بن رباح تھے۔ دوپہر کے وقت جبکہ اوپر سے آگ برستی اور مکہ کا پتھریلہ میدان بھٹی کی طرح تپ رہا ہوتا تھا، اُن کو باہر لے جا کر لیٹا دیتے اور بڑے بڑے گرم پتھر انکے سینے پر رکھ کر انکو مجبور کیا جاتا کہ وہ اسلام سے تائب ہو جائیں مگر وہ ہمیشہ ''**احد**'' ''**احد**'' (یعنی اللہ ایک ہے) کہتے رہے اور ان مظالم کو بڑے صبر اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کرتے رہے انہی کی طرح چند دوسرے افراد جنہوں نے اسلام کو قبول کیا اُن میں ابوفقیہ، عامر بن فہیرہ وغیرہ شامل تھے۔ انکو بھی انتہائی دکھ اور اذیتیں دی جاتی رہیں مگر یہ سب ان مصائب کو بڑے صبر و تحمل سے برداشت کرتے رہے۔ اسلامی تعلیمات سے متأثر ہو کر مکہ کی خواتین نے بھی اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ اُن میں سے لبینہ، زنیرہ، سمیہؓ پر کفار مکہ نے اتنے مظالم ڈھائے کہ مکہ کے گرد و نواح کے پہاڑوں کو بھی اُن کی چیخوں پر ترس آجاتا ہوگا۔ اگر اُن کو قوت گویائی حاصل ہوتی تو وہ بھی کہتے اے ظالموں! اب بس کرو۔ ظلم و ستم اپنے انتہاء کو پہنچ گیا ہے۔ جب مظالم برداشت کرتے کرتے تیرہ (13) سال گزر گئے اور حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لئے انتہائی خطرناک منصوبہ بنایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپکو مکہ سے دو اڑھائی سو میل دور یثرب (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔ اگر آپ چاہتے تو مکہ والوں کے مظالم کو بزور طاقت روک سکتے تھے اور اس کا ثبوت آپ کے صحابی حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کی وہ روایت ہے جو گزر چکی ہے۔ جب حضور ﷺ اور آپکے مظلوم صحابہ مدینہ پہنچ گئے تو کفار مکہ کو چاہئے تھا کہ وہ امن اور سکون سے خود بھی جیتے اور مسلمانوں کو بھی جینے دیتے مگر افسوس ایسا نہ ہوا وہ اعلیٰ قسم کی تلواریں لیکر مسلمانوں کی گردنیں اتارنے کیلئے یثرب کی طرف چل پڑے اور ایک ہزار (1000) لشکر کا مقابلہ تین سو تیرہ (313) ایسے نہتے مسلمانوں سے ہوا جو بے چارے اپنے گھر بار کو چھوڑ کر ایک ڈیڑھ سال پہلے مدینہ آئے تھے اور یہ مظلوم ابھی تو اپنے پاؤں پر کھڑے بھی نہ ہوئے تھے اور اُن کے سروں پر چھت بھی نہیں تھی کہ اُنکی گردنیں کاٹنے کیلئے مکہ کے ظالم بدر کے میدان میں پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے چند تلواروں، ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے اُن کا مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی غیر معمولی تائید و نصرت فرمائی اور آنحضرت ﷺ اور آپکے صحابہ کو جنگ میں نمایاں فتح نصیب ہوئی۔ اس جنگ سے بھی کفار مکہ نے سبق نہ سیکھا اور انتقام لینے کیلئے مسلمانوں پر پے در پے حملہ آور ہوتے رہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے نمائندے بھیج کر کفار کو امن امان سے رہنے کی نصیحت کی۔ آپ ہی کی کوششوں کے نتیجہ میں مارچ 628ء میں صلح کا معاہدہ طے پایا۔ یہ معاہدہ بھی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا اور کفار مکہ نے معاہدے کی تمام شرائط کی پابندی نہیں کی آخر جب یہ معاہدہ عملی طور پر ٹوٹ گیا تو آنحضرت ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ پورے امن امان سے مکہ میں داخل ہوئے اور اُسے فتح مکہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مکہ میں آپ ﷺ نے اُن ظالموں سے جو کہ تیرہ سال مسلمانوں کو مسلسل اذیتیں دیتے چلے آئے تھے یہ سوال کیا ''اے قریش کے گروہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ آج کیا سلوک ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا ہم آپ سے بھلائی کے سوا اور کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔ رحمت مجسم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا آج میں تمہیں وہی کہوں گا جو حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ آج تم آزاد ہو اور تم پر کوئی سرزنش نہیں۔'' (بحوالہ سیرۃ ابن ہشام)

آنحضرت ﷺ کی طرف سے مذکورہ عدیم المثال عفو اور معافی کے بعد بھی بعض کفار اور دشمنان اسلام مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے رہے اور قتل و غارت کا سلسلہ جاری رکھا اور جب صورت حال اس حد تک سنگین ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ:

اعتراض آیت نمبر:2(a)

فَاِذَا انۡسَلَخَ الۡاَشۡهُرُ الۡحُرُمُ فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَيۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ وَخُذُوۡهُمۡ وَاحۡصُرُوۡهُمۡ وَاقۡعُدُوۡا لَهُمۡ كُلَّ مَرۡصَدٍ‌ۚ فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوۡا سَبِيۡلَهُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ

(سورۃ التوبہ سورۃ نمبر 9 آیت نمبر 5)

ترجمہ: پس جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو جہاں بھی تم (عہد شکن) مشرکوں کو پاؤ تو اُن سے لڑو اور انہیں پکڑو اور ان کا محاصرہ کرو اور ہر کمین گاہ پر اُن کی گھات میں بیٹھو۔ پس اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اعتراض آیت نمبر:2(b)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡمُشۡرِكُوۡنَ نَجَسٌ فَلَا يَقۡرَبُوا الۡمَسۡجِدَ الۡحَـرَامَ بَعۡدَ عَامِهِمۡ هٰذَا‌ ۚ وَاِنۡ خِفۡتُمۡ عَيۡلَةً فَسَوۡفَ يُغۡنِيۡكُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖۤ اِنۡ شَآءَ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ

(سورۃ التوبہ، سورۃ نمبر 9 آیت نمبر 28)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرکین تو ناپاک ہیں۔ پس وہ اپنے اِس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکیں۔ اور اگر تمہیں غربت کا خوف ہو تو اللہ تمہیں اپنے فضل کے ساتھ مالدار کر دے گا اگر وہ چاہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: مشرکین کے نجس ہونے سے مراد اُن کے عقیدہ کی نجاست ہے۔ جسمانی نجاست مراد نہیں۔ پس مشرکوں کو حج سے روکنے سے مراد یہ ہے کہ ان کو اپنی مشرکانہ رسومات ادا کرتے ہوئے حج نہ کرنے دیا جائے کیونکہ زمانہ جاہلیت میں وہ بعض دفعہ ننگے ہو کر اور اپنے بتوں وغیرہ کو ساتھ لے کر حج کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے حنفی فقہا کے نزدیک بھی مشرکین مسلمانوں کی ہر مسجد میں حتیٰ کہ مسجد حرام میں بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ البتہ انہیں وہاں اپنی مشرکانہ رسومات کے ساتھ حج یا عمرہ کرنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے: ''لِاَنَّهٗ لَيۡسَ الۡمُرَادُ مِنۡ آيَةِ (اِنَّمَا الۡمُشۡرِكُوۡنَ نَجَسٌ فَلَا يَقۡرَبُوا الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ) النَّهۡيُ عَنۡ دُخُوۡلِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ، وَاِنَّمَا الۡمُرَادُ النَّهۡيُ اَنۡ يَحُجَّ الۡمُشۡرِكُوۡنَ اَوۡ يَعۡتَمِرُوۡا كَمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ فِي الۡجَاهِلِيَّةِ''

(الفقہ الاسلامی وادلّتہ، تالیف الدکتور وھبۃ الزحیلی جلد نمبر 6 صفحات 434 و 435 دار الفکر، دمشق)

(باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں ✿ پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور ✿ ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

صف دشمن کو کیا ہم نے بہ حُجّت پامال ✿ سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

نور دِکھلا کے تِرا سب کو کیا ملزم و خوار ✿ سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate

HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201

Contact Number : 09440023007, 08473296444

بستی مندرانی کے چھ صحابہ کرامؓ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مختصر تذکرہ

(آصف احمد ظفر بلوچ، ربوہ حال مقیم لندن)

(قسط چہارم)

حضرت محمد مسعود خان صاحب مندرانیؓ

آپ کی پیدائش 1889ء کو حضرت نور محمد خان صاحب مندرانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر ہوئی۔ آپ کی والدہ محترمہ بچپن میں ہی وفات پا گئی تھیں۔ آپ فرماتے تھے کہ ہمارے استاد حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب مندرانی کے ایک استاد حضرت میاں رانجھا صاحب بڑے نیک، پارسا اور عالم باعمل بزرگ تھے۔ حضرت میاں رانجھا صاحب نے فرمایا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام پیدا ہو گئے ہیں۔ اولیاء نے فرمایا ہے کہ اس وقت کوئی شخص گھر سے چادر لینے بھی گیا تو امام مہدی علیہ السلام کی بیعت سے رہ جائے گا۔ ہم تمام دوستوں کو جو اس دور میں احمدی ہوئے اس بزرگ کے قول کے مطابق مکمل یقین تھا کہ حضرت امام مہدیؑ تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت محمد مسعود صاحب فرماتے تھے کہ جب آپ کے دادا جان کی وفات ہوئی تو چند دن بعد آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ اپنے ایک کھیت میں گندم کی کٹائی کر رہے ہیں۔ اس جگہ بیری کا ایک بڑا درخت تھا جس کے سائے میں آپ بیٹھے ہیں اتنے میں آپ کے دادا جان تشریف لائے۔ چونکہ آپ کے دادا جان جب باہر سے تشریف لاتے تو آپ کیلئے کوئی مٹھائی ضرور لاتے۔ اس لئے آپ نے ان سے پوچھا کہ میرے لئے کیا لائے ہو۔ انہوں نے اپنی جیب سے ایک چیز نکالی جس کی شکل کھجور کے نئے گوشے سے ملتی جلتی تھی۔ جب انہوں نے مغز نکال کر مجھے دیا تو کھانے سے ایسا لطف اور سرور پیدا ہوا کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے اس دنیا میں ایسی کوئی لذیذ چیز نہیں کھائی۔ اس خواب کی تعبیر علم وعمل سے احمدیت حاصل کرنا ہے اور یہی میٹھا گوشہ ہے۔

حضرت محمد مسعود خان صاحب نے ابتدائی تعلیم حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب مندرانی سے حاصل کی۔ قرآن مجید پڑھنے کے بعد فارسی نظم، مثنویاں، نصاب، فرائض فقہ، پنج گنج نامہ، نام حق، پند نامہ شیخ سعدی، کریما، بوستان گلستان۔ مثنوی مولانا روم اور دیگر مروجہ اس زمانے کی اسلامی کتب پڑھیں۔ قبول احمدیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا اچھی طرح سے مطالعہ کیا۔

قبول احمدیت :

آپ فرمایا کرتے تھے حضرت محمد شاہ صاحب نے حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب کی خدمت میں 1901ء کے آخر یا 1903ء کے شروع میں ایک خط لکھا کہ حضرت امام مہدی تشریف لے آئے ہیں کہ حضرت مولوی محمد شاہ صاحب اپنے وطن میں واپس آئے تو والد صاحب، ہمارے دادا جان سمیت بمع اپنی قوم کے احمدی ہو گئے۔ یہ واقعہ 1903ء کا ہے۔ ان میں سے سب سے زیادہ معزز حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب مندرانی (والد صاحب مولوی ظفر محمد خان ظفر) نور محمد خان ولد حسن خان (والد صاحب محمد مسعود خان) حافظ محمد خان ولد لکھی محمد خان۔ محمد عثمان خان ولد حافظ محمد خان۔ محمد مسعود خان ولد نور محمد ابن حسن خان اور نور محمد خان ولد محمود خان مندرانی تھے۔

حضرت محمد مسعود خان صاحب دسمبر 1907ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر مولانا حضرت محمد شاہ صاحب کی معیت میں قادیان پہنچے۔ پہلے ہی دن مسجد مبارک میں حضرت اقدس مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کچھ وقت قادیان میں رہائش پذیر رہے۔ آخر مارچ 1908ء میں واپس تشریف لے آئے۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک شفیق مگر بارعب شخصیت رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کی تقریر کے بارے میں فرماتے کہ حضور کی تقریر بااثر اور ہر ایک کو اپنی طرف کھینچنے والی تھی۔ حضرت محمد مسعود خان صاحب قرآن مجید کی بہت تلاوت فرماتے تھے۔ آپ کو آخری دو پارے زبانی یاد تھے۔ اسی طرح سورہ نور، یٰس، ملک، یوسف، نوح اور بہت سی سورتیں یاد تھیں۔ تمام نمازیں وقت پر ادا کرتے اور باقاعدہ تہجد بھی پڑھتے تھے۔ آپ بہت سخی اور مہمان نواز تھے۔ اگرچہ چند سال مفلسی کے بھی آئے مگر چندہ وغیرہ باقاعدہ ادا کرتے رہے۔ حلیم بردبار، مدبر اور وسعت حوصلہ کے مالک تھے۔ کسی حال میں بھی شکایت نہ کرتے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت اقدس مسیح موعود اور خلفاء سلسلہ سے والہانہ انس تھا۔ ان میں سے جب بھی کسی کا نام آتا فرط محبت سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ آپ نے 8 دسمبر 1964ء کو صبح پونے پانچ بجے وفات پائی۔

(الفضل 14/جنوری 1965ء، صفحہ 5)

بوقت وفات آپ کی عمر 76 برس تھی اور آپ کی تدفین ''لال اصحاب'' قبرستان میں ہوئی۔ الفضل 15/اکتوبر 1952ء کے شمارہ کے مطابق آپ بستی مندرانی کے صدر تھے اور علی محمد خان صاحب مندرانی سیکرٹری مال تھے۔

حضرت محمد مسعود خان صاحب نے مختلف موقعوں پر تین نکاح کئے ہر سہ بیویوں کی وفات آپ کی زندگی میں ہوئی بوقت وفات تین بیٹے اور ایک بیٹی بطور یادگار چھوڑے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبدالحئی خان صاحب کو لمبا عرصہ صدر جماعت بستی مندرانی اور پھر صدر جماعت تونسہ شریف خدمت کی توفیق ملی۔ آپ پیشہ کے اعتبار سے معلم تھے ریٹائرمنٹ کے بعد سارا وقت جماعت کیلئے وقف کر دیا۔ جماعتی خدمت کیلئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔ نماز باجماعت کے بہت پابند تھے آپ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچ صحابہ سے براہ راست قریبی رشتہ تھا۔ آپ حضرت محمد عثمان خان صاحب مندرانی کے داماد اور حضرت نور محمد خان صاحب مندرانی کے پوتے اور حضرت ابوالحسن صاحب بزدار کے نواسے تھے۔ حضرت عثمان خان صاحب کے والد حضرت حافظ محمد خان صاحب مندرانی بھی صحابی تھے۔ 22 اگست 2021ء کو بعمر 88 سال تونسہ شریف میں وفات پائی بہت بزرگ اور دعا گو انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آج کل آپ کے بیٹے مکرم بشارت احمد صاحب کو بطور صدر جماعت تونسہ شریف خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

......☆......☆......☆......

حضرت میاں محمد صاحبؓ

میاں محمد صاحب مرحوم (ابن محمد یوسف صاحب قوم چوغطہ) بستی مندرانی تحصیل سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے۔ ایک غریب اور نیک طبع انسان تھے۔ دل کے غنی اور دینی غیرت رکھنے والے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود کے ذکر پر آنکھیں اکثر پرنم ہو جایا کرتی تھیں۔ عرف عام میں ناخواندہ تھے مگر بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگوں تک تبلیغ حق پہنچایا۔ جہاں جاتے حضور کا ذکر ایسے پیرائے میں کرتے کہ چاہئے کوئی کتنا ہی متعصب اور مخالف ہوتا آپ کی باتیں سننے پر مجبور ہو جاتا۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے تھے۔ دو دفعہ حضور کی زندگی میں دارالامان تشریف لے گئے۔ جب پہلی دفعہ بیعت کر کے اپنے وطن واپس آئے تو لوگوں نے آپ کا بائیکاٹ کر دیا۔ معاش کا ذریعہ بند ہو گیا۔ مگر اس مرد خدا نے اپنے حقیقی رازق کا سہارا کافی سمجھا۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے تھے۔ سارے کنبہ کے اخراجات سر پر تھے اور وجہ معاش بند۔

غیرت ایمانی:

بچوں کا گزارہ بیر بیچ کر کرتے رہے۔ بعض رشتہ داروں نے تکالیف اور تنگی کو دیکھ کر کہا کہ تم بظاہر ان لوگوں میں ہی رہتے اور دل میں مرزا صاحب پر اعتقاد رکھتے تو ایسے تنگ نہ ہوتے۔ اسکے جواب میں انہوں نے کہا مَیں منافق کی زندگی بسر کروں؟ مجھے بھوکا مرنا منظور ہے لیکن مجھ سے منافقت نہیں ہو سکتی کہ میں ایسا کروں اور خدا مجھے اندھا کر دے تو اس وقت میرا کون رازق بنے گا۔ بیان کرتے تھے کہ پہلے پہل جب میں دارالامان میں گیا تو ان دنوں مجھ پر گریہ زاری کی حالت طاری تھی اور میں اکثر رویا کرتا تھا۔ انہیں گریہ کے ایام میں ایک دفعہ خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی۔ آپ نے مجھے دودھ کی ایک جھجری (لٹیا) عطا فرمائی اس میں دودھ زور سے چکر کھا رہا تھا جیسے برتن کو چکر دینے سے برتن کے اندر کی چیز چکر کھانے لگتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اسکو پی لو۔ چنانچہ میں نے وہ دودھ پی لیا جس سے اس گریہ وزاری سے امن کی صورت پیدا ہو گئی۔ دودھ دینے کے ساتھ آپ علیہ السلام نے فرمایا: صبر کرو! صبر کرو!! صبر کرو!!!

کہتے تھے جب میں حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ہاں اولاد نرینہ نہیں تھی۔ میں یہ خواہش رکھتا تھا کہ حضور سے اس بارے میں دعا کی درخواست کروں گا لیکن انہی دنوں میں حضور نے ایک تقریر فرمائی اور فرمایا بعض لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور بعض لوگوں کے خط آتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ہمارے ہاں اولاد نہیں یا حضرت دعا فرمائیے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اولاد دے۔ کوئی اپنی مالی تنگی کے بارے میں کہتا ہے۔ کوئی اور ایسی ہی خواہش پیش کرتا ہے۔ گو ہم سب کیلئے دعا کرتے ہیں مگر میرے آنے کی غرض یہ ہے کہ کوئی ایمان سلامت لے جائے بس پھر مجھے اپنی خواہش کا اظہار کرتے شرم محسوس ہوتی تھی۔ خاموش رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے اولاد نرینہ بھی عطا فرمائی۔ آپ کو اکثر سچی خوابیں آیا کرتی تھیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک خواب یہ بیان کرتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا کوٹھے سے زمین پر گر پڑا ہے اور یہ خواب اپنے بیٹے کو جو جوان تھا سنائی کہ میں نے ایسا دیکھا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ بیٹا احمدیت سے مرتد ہو گیا تو اس کو وہ اپنی خواب یاد دلائی لیکن چونکہ وہ روحانی طور پر مر چکا تھا راہ راست پر نہ آیا اور کچھ عرصہ بعد جسمانی موت سے باپ کی زندگی میں ہمکنار ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میاں محمد صاحب اب ضعیف ہو چکے تھے نظر بھی کمزور ہو چکی تھی مگر پھر بھی نہایت استقلال سے اپنی زندگی کے ایام بسر کر گئے۔ قرآن کریم سے بہت محبت تھی۔ بیعت سے قبل کا واقعہ بیان کرتے تھے کہ جب میرے والدین زندہ تھے میں نے چاہا کہ زندہ پیر کی زیارت کیلئے جاؤں۔ زندہ پیر کے نام سے کوہ سلیمان کی پہاڑی علاقہ میں ایک خانقاہ ہے۔ اس بزرگ کی بہت سی کرامات بیان کی جاتی ہیں۔ مَیں نے والد صاحب سے وہاں جانے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور کہا جب اور لوگ جائیں تم بھی ان کے ساتھ چلے جانا۔ چنانچہ جب لوگ جانے کیلئے تیار ہوئے اور میں نے بھی تیاری کی اور جاتے وقت السلام علیکم کہنے کیلئے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا دونوں ماں اور باپ رو رہے ہیں۔ چونکہ میں والدین کا اکلوتا تھا سمجھ گیا کہ وہ میری جدائی کو برداشت نہیں کر سکتے اس لئے میں نے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ ساتھی طعنے دیتے ہوئے چلے گئے میں نے پرواہ نہ کی۔ چونکہ والدین بوڑھے ہو چکے تھے اس لئے تھوڑے عرصہ بعد فوت ہو گئے۔ اور مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا شرف نصیب ہوا۔ گویا صحیح معنوں میں زندہ پیر مل گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

آپ کی وفات بتاریخ 19/ستمبر 1951ء بروز بدھ ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(روزنامہ الفضل 27/اکتوبر 1951ء، صفحہ 6)

آپ کی تدفین ''لال اصحاب'' قبرستان میں ہوئی۔ بوقت وفات آپ کی عمر پچھتّر برس تھی۔

اللہ تعالیٰ ان مقدس بزرگوں اور سعید روحوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں ان کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور خلافت احمدیہ کا ہمیں ہمیشہ سلطان نصیر بنائے رکھے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

......☆......☆......☆......

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)

ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر

KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

MOBILE REPAIR SERVICES

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

تم اپنی حالت میں کوئی تغیر وتبدل نہ کرنا ورنہ اللہ تمہیں تمہارے علاوہ لوگوں سے بدل دیگا، اگر اپنے دین کو بھول جاؤ گے جو احکامات ہیں ان پر عمل نہیں کروگے تو پھر اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں کو لے آئیگا، مجھے اسوقت امت مسلمہ کی تباہی اور بربادی کا صرف تمہی سے اندیشہ ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 27/اگست 2021 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: رَے کا حضور انور نے مختصر تعارف کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رَے ایک مشہور شہر ہے جو پہاڑوں کی سرزمین ہے۔ یہ نیشاپور سے 480 میل کے فاصلے پر اور قَزْوِیْن سے 51 میل کے فاصلے پر ہے۔ رَے کے رہنے والے کو رازی کہتے ہیں۔ مشہور مفسر قرآن حضرت امام فخر الدین رازیؒ رَے کے رہنے والے تھے۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں کن کن فتوحات کا ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے خطبہ جمعہ میں رَے۔ قُوْمِیْس۔ جُرْجَانْ۔ آذر بائیجان۔ آرمینیا۔ خُرَاسَان۔ مِهْرجَان قَذَقْ، بَلْخ، اِصْطَخْر، فَسَا، دَارَابْجِرْد، کِرْمَان، سَجِسْتَان اور مُکْرَان کی فتح کے بارے میں بتایا۔

سوال: چین کے شہنشاہ نے یَزْدَجَرْد کو مسلمانوں کے بارے میں کیا لکھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا چین کے شہنشاہ نے مسلمانوں کے حالات و واقعات سننے کے بعد یَزْدَجَرْد کو لکھا کہ تمہارے قاصد نے مسلمانوں کی جو صفات بیان کی ہیں میرے خیال میں اگر وہ پہاڑ سے بھی ٹکرا جائیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں اور اگر مَیں تمہاری مدد کیلئے آؤں تو جب تک وہ یعنی مسلمان ان اوصاف پر قائم ہیں جو تمہارے قاصد نے مجھے بتائے ہیں کہ یہ اوصاف ہیں تو وہ میرا تخت بھی چھین لیں گے اور میں ان کا کچھ بگاڑ نہ سکوں گا اس لیے تم ان سے مصالحت کر لو۔ یَزْدَجَرْد پھر مختلف شہروں میں پھرتا رہا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں قتل ہوا۔

سوال: اَحْنَف بن قیس نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں جب فتح کی خوشخبری دی اور مال غنیمت روانہ کیا تو حضرت عمرؓ نے کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور ان سے خطاب فرمایا۔ آپؓ نے یہ آیت پڑھی۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (التوبۃ:33) یعنی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ وہ مشرک کیسا ہی ناپسند کریں۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ تمام حمد اللہ کیلئے ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور اپنے لشکر کی مدد کی۔ سنو! اللہ نے مجوسی بادشاہت کو ہلاک کر دیا اور ان کے اتحاد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اپنی حکومت کی ایک بالشت زمین بھی اب ان کی ملکیت میں باقی نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو نقصان پہنچا سکیں۔ سنو! اللہ نے تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے اموال اور ان کے بیٹوں کا وارث بنا دیا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ تمہاری طرح بہت سی قومیں فوجی طاقت کی مالک تھیں اور گزشتہ زمانے کی بہت سی مہذب قومیں دور دراز کے ممالک میں قابض ہو گئی تھیں۔ اللہ اپنا حکم نافذ کرنے والا ہے اور اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو نمودار کرے گا۔ تم اپنی حالت میں کوئی تغیر وتبدل نہ کرنا ورنہ اللہ تمہیں تمہارے علاوہ لوگوں سے بدل دے گا۔ اگر اپنے دین کو بھول جاؤ گے، جو احکامات ہیں ان پر عمل نہیں کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا۔ پھر فرمایا: مجھے اس وقت امت مسلمہ کی تباہی اور بربادی کا صرف تمہی سے اندیشہ ہے۔

سوال: فتح اِصْطَخْر کے بعد سپہ سالار حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے کیا کام کیا اور فوج میں کیا احکامات صادر کئے؟

جواب: دشمن کی شکست کے بعد حضرت عثمان بن ابوالعاص نے سب مال غنیمت جمع کیا اور اس کا خُمس نکال کر امیر المومنین حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا اور باقی حصہ مسلمانوں میں تقسیم کی غرض سے رکھ لیا اور تمام مسلمان فوجوں کو لوٹ مار سے روک دیا اور چھینی ہوئی چیزوں کو واپس کرنے کا حکم دیا۔ جو کچھ لوگوں سے چھینا تھا سپہ سالار نے کہا کہ سب واپس کرو۔ پھر حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے تمام لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا ہمارا معاملہ ہمیشہ بامِ عروج پر رہے گا اور ہم تمام مصائب سے محفوظ رہیں گے جب تک کہ ہم چوری اور خیانت نہ کریں۔ جب ہم مال غنیمت میں خیانت کرنے لگیں گے اور یہ ناپسندیدہ باتیں ہمارے اندر نظر آئیں گی تو یہ برے کام ہماری اکثریت کو لے ڈوبیں گے۔ حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے فتح کے دن فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو انہیں ہر قسم کی برائیوں سے بچاتا ہے اور ان کے اندر امانت اور دیانت داری کی خصوصیات پیدا فرما دیتا ہے۔ اس لیے تم امانتوں کی حفاظت کرو کیونکہ تم سے اپنے دین و مذہب کی جو چیز سب سے پہلے چھوٹے گی وہ ہے امانت۔ اور جب تمہارے اندر سے دیانت داری جاتی رہے گی تو روزانہ کوئی نہ کوئی نیکی تمہارے اندر سے جاتی رہے گی۔

سوال: ساریہ بن زُنَیم کا کیا واقعہ حضور انور نے بیان فرمایا؟

جواب: حضرت سَارِیَہ بن زُنَیمؓ کو حضرت عمرؓ نے فَسَا اور دَارَابْجِرْد شہر کی طرف روانہ فرمایا۔

سوال: ساریہ کا ایلچی جب فتح کی خوشخبری لیکر مدینہ پہنچا تو اہل مدینہ نے اس سے کیا پوچھا؟

جواب: جب قاصد فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ آیا تو اہلِ مدینہ نے اس سے سَارِیَہ کے بارے میں پوچھا اور فتح کے بارے میں اور یہ کہ کیا جنگ کے دن مسلمانوں نے کوئی آواز سنی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں ہم نے سنا تھا یَا سَارِیَۃ اَلْجَبَل۔ یعنی اے سَارِیَہ پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔ اس وقت قریب تھا کہ ہم ہلاک ہو جاتے۔ پس ہم نے پہاڑ کی طرف پناہ لی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔

سوال: صحابہ کرام الہام الٰہی سے مشرف ہوتے تھے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سَارِیَہ کے لشکر کی خطرناک حالت سے باعلام الٰہی مطلع ہو جانا جس کو بیہقی نے ابنِ عمر سے روایت کیا ہے اگر الہام نہیں تھا تو اَور کیا تھا اور پھر انکی یہ آواز کہ یَا سَارِیَۃ اَلْجَبَلَ اَلْجَبَلَ۔ مدینہ میں بیٹھے ہوئے مونہہ سے نکلنا اور وہی آواز قدرتِ غیبی سے سَارِیَہ اور اس کے لشکر کو دور دراز مسافت سے سنائی دینا اگر خوارق عادت نہیں تھی تو اَور کیا چیز تھی۔

سوال: ٹرکش انٹرنیٹ ریڈیو کے بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جمعہ کے بعد میں ایک ٹرکش انٹرنیٹ ریڈیو کا افتتاح کروں گا۔ اس ریڈیو چینل کا نام اسلام احمدیتین سیسی (Islam Ahmediyetin Sesi) یعنی صدائے اسلام احمدیت ہے، جو الحمدللہ اب چوبیس گھنٹے کی نشریات کے لیے تیار ہے۔ یہ ریڈیو دُنیا بھر میں ٹیبلٹ اور سمارٹ فون اور لیپ ٹاپ وغیرہ پر ایک لنک کے ذریعہ سنا جا سکے گا۔ چار گھنٹے پر مشتمل ایک پیکج (package) کو چھ دفعہ دن میں repeat کیا جائے گا۔ اس پیکج میں ایک گھنٹہ تلاوت مع ترکی ترجمہ۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، کلام الامام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، ترکی زبان میں میرے خطبات کا ترجمہ نیز ایک مجلس سوال وجواب بھی نشر ہوا کرے گی۔ دنیا کے بیس ممالک سے زائد ممالک تبلیغی اور تربیتی مقاصد کیلئے اس ریڈیو سے استفادہ کر سکیں گے۔ تبلیغی میدان میں بھی اور تربیتی مقاصد کیلئے بھی ان شاء اللہ اس ریڈیو سے استفادہ ہوگا۔ مثلاً آذر بائیجان ہے، جارجیا ہے، یہ ترکی زبان بولنے والے ملک ہیں۔ کئی سابقہ روسی ریاستیں ہیں جہاں ترکی زبان بولی جاتی ہے۔ اسی طرح ملک ترکی اور وہ سبھی یورپین ممالک جن میں ترک آباد ہیں ان نشریات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس ریڈیو کی تیاری کی توفیق شعبہ تبلیغ جرمنی کو ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے اور اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس کو بابرکت فرمائے۔ اس کو ابھی میں جمعہ کی نماز کے بعد لانچ کروں گا۔

......☆......☆......

میرے نزدیک نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے

نظامِ وصیت میں شامل ہونے والے جہاں تقویٰ میں ترقی کریں گے وہاں جماعت کی مضبوطی کا باعث بھی بنیں گے

نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہو جانا چاہئے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 6/اگست 2004 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جلسہ سالانہ یوکے 2004 کے بارے میں حضور انور نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ یو.کے۔ کا جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو لے کر آیا اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل اور برکات بانٹتا ہوا چلا گیا۔ کئی لوگوں نے خطوط میں اور زبانی بھی اظہار کیا کہ ایک عجیب روحانی کیفیت تھی جو ہم اپنے اندر محسوس کرتے رہے۔ خدا کرے کہ یہ روحانی کیفیت عارضی نہ ہو بلکہ ہمیشہ رہنے والی اور دائمی ہو۔ ہم ہمیشہ اس کوشش میں رہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جن فضلوں کو ہم نے سمیٹا ہے ان کو اپنی زندگی پر لاگو بھی کرتے رہیں۔

سوال: شکر گزاری کا کیا مضمون حضور انور نے بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جو الٰہی جماعتیں ہوتی ہیں وہ اللہ کے فضل واحسان کو دیکھ کر اسکا شکر ادا کرتی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ یعنی اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا۔ فرمایا: اللہ کرے کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے اس وعدے اور اس اعلان کے حقدار ٹھہریں اور کبھی نافرمانوں اور ناشکروں میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب نہ بنیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ یعنی اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی بہت سخت ہے۔ اس لئے ہمیشہ شکر گزاروں میں سے بنے رہو۔ شکر گزاری کے بھی مختلف مواقع انسان کو ملتے رہتے ہیں اور جو مومن بندے ہیں وہ تو اپنے ہر کام کے سدھرنے کو، ہر فائدے کو، ہر ترقی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پھر اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں اور ہمیشہ عبد شکور بنے رہتے ہیں۔

سوال: شکر کی فضیلت پر حضور انور نے کون سی حدیث بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں آتا ہے، حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نعمت شکر کے ساتھ وابستہ ہے اور شکر کے نتیجہ میں مزید عطا ہوتا ہے اور یہ دونوں ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں اور خدا کی طرف سے مزید عطا کرنے کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ بندہ شکر کرنا نہ چھوڑ دے۔

سوال: جماعت کی برکت اور شکر گزاری کی نعمت پر حضور انور نے دوسری کون سی حدیث بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے منبر پر کھڑے ہو کے فرمایا کہ جو تھوڑے پر (چھوٹی بات پر) شکر نہیں کرتا وہ بڑی (نعمت) پر بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اور جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کرتا۔ نعمائے الٰہی کا ذکر کرتے رہنا شکر گزاری ہے اور اسکا عدمِ ذکر کفر (یعنی ناشکری) ہے۔ جماعت ایک رحمت ہے اور تفرقہ بازی (پراگندگی) عذاب ہے۔

سوال: شکر گزاری پر حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کیا ارشادات بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر نہیں کر سکتا۔ جس قدر آسائش اور آرام اس زمانے میں حاصل ہے اسکی نظیر نہیں ملتی۔ ریل، تار، ڈاک، ڈاک خانہ، پولیس وغیرہ انتظام کو دیکھو کس قدر فوائد پہنچتے ہیں۔ آج سے 60-70 برس پہلے بتاؤ کیا ایسا آرام وآسانی تھی؟ پھر خود ہی انصاف کرو جب ہم پر ہزاروں احسان ہیں تو ہم کیوں کر شکر نہ کریں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ

نماز جنازہ غائب

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 ستمبر 2021ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ، یو.کے) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

(1) مکرم چودھری اعجاز احمد صاحب آرکیٹیکٹ (یو.کے)

8 ستمبر 2021ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ 1962ء میں انگلستان شفٹ ہوگئے اور مسجد فضل کے قریب رہائش اختیار کی۔ ابتدا سے ہی نیشنل عاملہ میں خدمت بجالاتے رہے۔ سیکرٹری ضیافت، سیکرٹری جائیداد کے علاوہ جلسہ سالانہ پر Maintenance، ہیلتھ اینڈ سیفٹی اور بعض دیگر شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ اسلام آباد کی خرید کے بعد اس کی ڈویلپمنٹ کیلئے جو آرگنائزنگ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس کے بھی آپ ممبر تھے۔ جب ایم ٹی اے کا اجرا ہوا تو اسکے ٹرانسمیشن رومز اور سٹوڈیوز کی تیاری میں بھی آپ کو کام کرنے کا موقع ملا۔ آپ نے IAAAE کے تحت مختلف ممالک میں مساجد کی تعمیر اور ڈیزائننگ کیلئے متعدد ممالک کے سفر بھی کئے اور کئی کئی ماہ وہاں رہ کر تمام پراجیکٹس پر کام کیا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، دعاگو، شریف النفس، منکسر المزاج ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ باوجود بیماری کے آخر دم تک خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم مقصود احمد قمر صاحب (آف بولٹن، یو.کے)

آپ چند ماہ قبل پاکستان گئے تھے اور کرونا کی وجہ سے واپسی میں تاخیر ہوتی رہی۔ گزشتہ دنوں ننکانہ صاحب کے قریب اپنی زمینوں سے واپسی کے وقت کسی نے فائرنگ کی جس سے ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بچپن سے ہی بہت ہر دلعزیز شخصیت کے حامل تھے۔ اپنے گاؤں میں ہر طرح کے فلاحی کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ اپنے علاقے کے مانے ہوئے کبڈی کے کھلاڑی تھے۔ لاہور ڈویژن کی طرف سے جماعتی کھیلوں میں خاص کر کبڈی میں باقاعدہ حصہ لیتے تھے۔ بچپن ہی سے بہت نڈر اور بہادر تھے۔ آرمی میں گئے تو بہت سے اور نوجوانوں کو بھی بھرتی کروایا۔ 2013ء میں نائب صوبیدار کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور 2014ء میں یوکے آگئے اور یہاں بولٹن جماعت کے فعال ممبر تھے۔ ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے تعلق اور محبت آپ کی رگ رگ میں بسی تھی۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم میاں محمد افضل زاہد صاحب
(معلم سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ)

30 اگست 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ چک سکندر ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آرمی سے ریٹائر ہونے کے بعد زندگی وقف کی اور یکم مئی 2001ء سے نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ کے تحت ضلع گجرات، قصور، اوکاڑہ، لاہور اور راولپنڈی میں خدمت کی توفیق پائی۔ 15 اگست سے دفتر میں خدمت بجا لا رہے تھے۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا حضرت میاں عبدالعظیم صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے آئی جنہوں نے 1901ء میں بیعت کی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹوں اور چار بیٹیوں سے نوازا۔ ان کے ایک بیٹے فاران احمد اس وقت جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔

(2) مکرم الحاج محمد افضل خان ترکی صاحب
(کنگسٹن، یو.کے)

2 ستمبر 2021ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ الحاج محی الدین خان صاحب کے بیٹے اور الحاج بہاؤالدین خان کے پوتے تھے۔ مرحوم کے والدین آپ کی کم عمری میں ہی وفات پا گئے تھے۔ لہٰذا آپ اپنے آبائی علاقہ سے نکل کر کشمیر کی طرف چلے گئے۔ ٹی آئی ہائی اسکول ربوہ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ 1949ء میں آپ کینیا چلے گئے اور 1965ء میں وہاں سے یوکے آگئے۔ احمدیت میں شمولیت کو خدا تعالیٰ کا خاص فضل سمجھتے تھے۔ آپ خلافت سے عقیدت کا تعلق رکھنے والے ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے اور آپ کو متعدد بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی موجودگی میں اپنا کلام پیش کرنے کا موقع ملا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(3) مکرم محمد عظیم قریشی صاحب (یو ایس اے)

23 دسمبر 2020ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم محمد شفیع صاحب مرحوم نے 14 سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ 1956ء میں والد کے ساتھ مل کر ربوہ میں الکیمسٹ کے نام سے دوائیوں کی دوکان کھولی۔ چھوٹی عمر سے ہی مختلف جماعتی خدمتوں کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی حفاظت خاص کی ٹیم کے ممبر بھی رہے۔ راولپنڈی میں مجلس کے قائد اور پھر پانچ سال تک قائد ضلع اسلام آباد بھی رہے۔ اگرچہ آپ کا بہت اچھا کاروبار تھا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ہدایت پر 1981ء میں امریکہ منتقل ہوگئے۔ امریکہ میں آپ نے نیشنل آڈیٹر کے علاوہ لوکل سطح پر مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ صوم صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، نظام جماعت اور خلافت کے اطاعت گزار، بہت محنتی، زندہ دل اور ایک خداترس انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔

(4) مکرم عبدالرشید منگلا صاحب (ربوہ)

29 اگست 2021ء کو 75 سال کی عمر میں حرکتِ قلب بند ہوجانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے نصرت جہاں سکیم کے تحت 1980ء تا 1986ء تک گیمبیا میں بطور مشنری ٹیچر خدمت کی توفیق پائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ میں نصرت جہاں اکیڈمی میں تین سال تک پڑھاتے رہے۔ آپ نے مختلف جماعتی عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب مرحوم (سابق پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ) رشتہ میں آپ کے ماموں لگتے تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم اکرام منگلا صاحب بطور مربی سلسلہ پاکستان میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرم منور احمد صاحب
ابن مکرم عبدالرحمٰن صاحب مرحوم (ضلع میرپور خاص)

28 جون 2021ء کو 55 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق بہت مخلص احمدی فیملی سے تھا۔ خود بھی جماعت کے ایک مخلص اور فعال رکن تھے۔ چک 151 ضلع میرپور خاص میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے علاوہ صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

(6) مکرم ظفر علی مرزا صاحب (لیسٹر، یو.کے)

28 اگست 2021ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم لیسٹر جماعت کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ پارٹیشن کے دوران اپنے والد کے ساتھ جماعتی اموال کو باحفاظت قادیان سے پاکستان منتقل کیا اور قادیان کے پاکیزہ ماحول کے متعلق اکثر بتایا بھی کرتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور چیرٹی کے کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ خلافت سے عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ......☆......☆......

وَلَا تَکْفُرُوْنِ یعنی اے میرے بندے! تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو میں بھی تم کو نہ بھولوں گا تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو۔

سوال اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو خیر و برکت عطا کرنا چاہتا ہے تو کیا کرتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو خیر و برکت عطا کرنا چاہے تو ان کی عمریں بڑھا دیتا ہے اور انہیں شکر بجالانا سکھا دیتا ہے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنے ربّ کا شکر ادا کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر لمبا قیام فرماتے تھے کہ اس کی وجہ سے آپ کے پاؤں سوجایا کرتے تھے۔ مَیں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپؐ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپؐ کے سارے گناہ بخشے گئے ہیں۔ پہلے کے بھی اور بعد کے بھی تو آپ کیوں اتنا لمبا قیام فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں خدا کا عبد شکور نہ بنوں۔ جس نے مجھ پہ اتنا احسان کیا ہے کیا میں اس کا شکر ادا کرنے کے لئے نہ کھڑا ہوا کروں۔

سوال حضور انور نے اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کے ضمن میں کس خاص بات کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس شکرانے کے ضمن میں ایک اور بات بھی کہنی چاہتا ہوں کہ جلسے کی آخری تقریر میں میں نے احباب جماعت کو وصیت کرنے اور اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں اور احباب جماعت نے ذاتی طور پر بھی اس سلسلہ میں وعدے کئے ہیں اور وعدے آ بھی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ اس عہد کو جلد از جلد نبھا سکیں اور جتنی تعداد میں میں نے خواہش کی تھی اس سے بڑھ کر اس بابرکت نظام میں وہ شامل ہوں۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اچھے بھلے کھاتے پیتے لوگ ہوتے ہیں جو دوسری جماعتی خدمات میں بعض دفعہ جب ان کو کوئی تحریک کی جائے تو پیش پیش ہوتے ہیں یا کم از کم اتنا ضرور ہوتا ہے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکتے ہیں اس میں حصہ لیں لیکن وہ نظام وصیت میں شامل ہونے سے محروم ہیں۔ ان میں سے بھی کئی لوگوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اب اس نظام میں شامل ہوں گے۔ ایسے صاحب حیثیت لوگوں کو ایسے احمدیوں کو تو سب سے پہلے چھلانگ مار کر آگے آنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمائے ہیں۔ ان کے شکرانے کے طور پر ہم اس نظام میں شامل ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے مزید کھلیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو ان پر نعمتیں نازل فرمائی ہیں ان کا اظہار ہونا چاہئے اور وہ اپنے ذاتی اظہار کے۔ قربانیوں کی طرف توجہ دینے کا بھی اظہار ہونا چاہئے۔

سوال اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کو نعمت عطا کرتا ہے تو وہ کیا پسند کرتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے فضل اور اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔ پس جہاں اپنی ذات پر اپنے خاندان پر یہ اثر دکھا رہے ہوں وہاں قربانیوں میں بھی ایسے ظاہر ہونا چاہئے اور یہ جو تسلسل قربانی کا ہے کبھی کبھار کی قربانی نہیں بلکہ تسلسل کی قربانی کا اظہار ہونا چاہئے تاکہ اور زیادہ شکران نعمت ہو۔

سوال نظام وصیت میں داخل ہونے کی حضور انور نے کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں جلسے کے بابرکت اختتام پر آپ نے شکرانے کا اظہار کیا اور شکرانے کا اظہار کر رہے ہیں وہاں اس شکرانے کا عملی اظہار بھی کریں کیونکہ جہاں اس نظام میں (یعنی نظام وصیت۔ ناقل) شامل ہونے والے تقویٰ میں ترقی کریں گے وہاں جماعت کی مضبوطی کا باعث بھی بنیں گے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے رسالہ الوصیت میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا اجراء اور دوسرے اپنی وفات پر آپ کو یہ فکر پیدا ہونا کہ ایسا نظام جاری کیا جائے جس سے افراد جماعت میں تقویٰ بھی پیدا ہو اور اس میں ترقی بھی ہو اور دوسرے مالی قربانی کا بھی ایسا نظام جاری ہوجائے جس سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہوجائے اور جماعت کی مالی ضروریات بھی باحسن پوری ہوسکیں۔ اس لئے وصیت کا نظام جاری فرمایا تھا۔ تو اس لحاظ سے میرے نزدیک نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے اور ضروری نہیں کہ ضروریات کے تحت پہلے خلفاء جس طرح تحریکات کرتے رہے ہیں، آئندہ بھی اسی طرح مالی تحریکات ہوتی رہیں بلکہ نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہوجانا چاہئے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے پیدا ہوتے رہیں۔ جب اس طرح کے معیار قائم ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خلافت حقہ بھی قائم رہے گی اور جماعتی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ کیونکہ متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا ایک بہت بڑا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کی توفیق دے اور ہمیشہ خلافت کی نعمت کا شکر ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں اور کوئی احمدی بھی ناشکری کرنے والا نہ ہو۔ کبھی دنیاداری میں اتنے محو نہ ہوجائیں کہ دین کو بھلا دیں۔ ......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10425: مَیں فراز احمد نایک ولد مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد نایک صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن رنگریٹ ضلع سرینگر صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 25/ مارچ 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عارف احمد نایک مربی سلسلہ العبد: فراز احمد نایک گواہ: محمد شبیر مبشر انسپکٹر بیت المال

مسل نمبر 10426: مَیں ناصر احمد شاد ولد مکرم بشیر احمد شاد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈرائیونگ عمر 50 سال پیدائشی احمدی، ساکن بشارت نگر (بہادر پورہ) ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 27/فروری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد انور احمد العبد: ناصر احمد شاد گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر 10427: مَیں ثریا کوثر زوجہ مکرم غلام محمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 38 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: محلہ باب الابواب ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، مستقل پتا: گاؤں ٹھٹھل تحصیل امب ضلع اونا صوبہ ہماچل پردیس، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 28/ستمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک جوڑی طلائی بالیاں 3.350 گرام 22 کیریٹ، حق مہر -/15,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: غلام محمد الامۃ: ثریا کوثر گواہ: امیر احمد

مسل نمبر 10428: مَیں جوگیا خان ولد مکرم رمضان خان صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 52 سال تاریخ بیعت 1994، ساکن لون ضلع جیند صوبہ ہریانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 24/ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/8796 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: طاہر احمد خان العبد: جوگیا خان گواہ: نصیر الحق

مسل نمبر 10429: مَیں صالحہ شاہین زوجہ مکرم شبیر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 49 سال پیدائشی احمدی، ساکن اودے پور کٹیا ضلع شاہجہانپور صوبہ اترپردیش، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 19/ ستمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/1100 روپئے، زیور طلائی 28.320 گرام، ایک عدد کان پھول 1 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی 166 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: صالحہ شاہین گواہ: راحول شیخ

مسل نمبر 10430: مَیں راحول شیخ ولد مکرم رحیم شیخ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 27 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: اودے پور کٹیا ضلع شاہجہانپور صوبہ اترپردیس، مستقل پتا: قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 5/اکتوبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7228 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عارف احمد خان غوری العبد: راحول شیخ گواہ: رئیس احمد

مسل نمبر 10431: مَیں فاطمہ زوجہ عظمت خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 22 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: مسرور منزل بیرل مارکیٹ (دانی لمڑا) احمد آباد صوبہ گجرات، مستقل پتا: عزیز پورا گمن باری (دھولپور) صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 7/جون 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالیاں 1 جوڑی، ناک کی بالی 1 جوڑی، ناک کی لونگ 1 عدد، گلے کا ہار 1 عدد (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پایل 3 جوڑی، گلے کا ہار 1 عدد، ہاتھ پھول 1 عدد، بچھیاں 3 جوڑی، حق مہر -/36000 روپئے، انگوٹھیاں 3 عدد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: عظمت خان الامۃ: فاطمہ گواہ: سید عبدالہادی کاشف

مسل نمبر 10432: مَیں رضیہ بیگم زوجہ مکرم رانا پرتاب عرف عبدالمعید صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 37 سال پیدائشی احمدی، ساکن راماں منڈی (تلونڈی) ضلع بھٹنڈہ صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 27/ستمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک سونے کا سیٹ وزن 1 تولہ، انگوٹھی، ہار، کانٹے 22 کیریٹ، زیور نقرئی: ایک سیٹ 6 تولہ، پایل، حق مہر مبلغ -/35,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ظہیر احمد بھٹی الامۃ: رضیہ بیگم گواہ: محمد امین ندیم

مسل نمبر 10433: مَیں بوخان ولد مکرم سرجن دین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانگی ملازمت عمر 27 سال، ساکن گھمیارہ تحصیل ملوٹ ضلع مکتسر صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 18/ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: ظہیر احمد بھٹی العبد: بوخان گواہ: محمد امین ندیم

مسل نمبر 10434: مَیں بٹو خان ولد مکرم ہرمندر خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری عمر 21 سال، ساکن گھمیارہ تحصیل ملوٹ ضلع مکتسر صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 18/ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: ظہیر احمد بھٹی العبد: بٹو خان گواہ: محمد امین ندیم

مسل نمبر 10435: مَیں صالح محمد زید ولد مکرم نور محمد صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 52 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ طاہر (بڑانگل) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 15/اگست 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ طارق احمد العبد: صالح محمد زید گواہ: محمد سعادت اللہ

مسل نمبر 10436: مَیں سراج رحمن ولد مکرم عبدالرحمن صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 47 سال تاریخ بیعت 1989، موجودہ پتا: کویت، مستقل پتا: پریم ودا (وزا کلا پچی) صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ 16/نومبر 2018 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک مکان 1300 مربع فٹ پر مشتمل (مکان -/10,000 روپئے کرایہ پر ہے) میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/149,940 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: سلیم پی۔ ایم العبد: سراج رحمن گواہ: محمد علی بی۔ پی

Ahmad Travels Qadian

Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان — Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 2 - December - 2021 Issue. 48

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں کا مداح اور خاک پا ہوں، جو جزئی فضیلت خدا تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک اور کوئی شخص نہیں پا سکتا کب دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں دوبارہ پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو ملا تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26/نومبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمر کے دربار میں قرآن کریم کا علم رکھنے والوں کا بڑا مقام تھا چاہے وہ چھوٹی عمر کے نوجوان ہیں یا بچے ہیں یا بڑے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر کے دربار میں ایک امیر آیا اس نے اس بات کو بہت مکروہ سمجھا کہ ایک دس برس کا لڑکا بھی بیٹھا ہے اور کہا کہ ایسی عالیشان بارگاہ میں لونڈوں کا کیا کام ہے۔ اتفاق سے حضرت عمر اس امیر کی کسی حرکت پر ناراض ہوئے اور جلاّد کو بلایا۔ وہی لڑکا پکار اٹھا۔ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ اور پڑھا وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ اور کہا هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ۔ حضرت عمر خاموش رہ گئے۔ اس وقت اس کے بھائی نے کہا کہ دیکھا اسی لونڈے نے تمہیں بچایا ہے جس کو تم حقیر سمجھتے تھے۔

پھر بیت المال کے اموال کی حفاظت اور نگرانی میں کس حد تک محتاط تھے، اس بارے میں روایت ہے زید بن اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے دودھ پیا آپ کو وہ دودھ پسند آیا۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ اس نے آپ کو بتایا کہ وہ ایک چشمہ پر گیا وہاں زکوٰۃ کے اونٹوں کو لوگ پانی پلا رہے تھے انہوں نے میرے لئے ان کا دودھ دوہا جس کو میں نے اپنے اس پانی پینے والے برتن میں ڈال لیا۔ حضرت عمر بن خطاب نے اپنا ہاتھ منہ میں ڈال کر قے کر کے اس کو نکال دیا کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے یہ میں نہیں پیوں گا۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ مصر کا ایک شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں ظلم سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تُو نے اچھی پناہ گاہ ڈھونڈی ہے۔ اس نے کہا میں نے عمرو بن عاص کے بیٹے کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کیا اور میں اس سے آگے نکل گیا اس پر وہ مجھے کوڑے مارنے لگا اور کہا میں معزز فرد کا بیٹا ہوں تمہیں یہ جرأت کس طرح ہوئی کہ میرے سے آگے نکلو۔ یہ سن کر حضرت عمر نے حضرت عمرو بن عاص کو خط لکھا اور انہیں اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر ہونے کا حکم دیا۔ حضرت عمرو بن عاص آئے تو حضرت عمر نے فرمایا مصری کہاں ہے؟ کوڑا لو اور مارو۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ اس نے اسے مارا اور ہم اس کے مارنے کو پسند کر رہے تھے وہ اسے مسلسل کوڑے مارتا رہا یہاں تک کہ ہم نے تمنا کی کہ اب چھوڑ دے۔ پھر حضرت عمر نے اس مصری شخص سے کہا کہ عمرو بن عاص کے سر پر مارو۔ اس پر مصری نے کہا کہ اَے امیر المؤمنین ان کے بیٹے نے مجھے مارا تھا اور میں نے اس سے بدلہ لے لیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے کہا تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنا رکھا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد پیدا کیا ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے عرض کیا اَے امیر المؤمنین نہ مجھے اس واقعہ کا علم تھا اور نہ وہ مصری میرے پاس آیا۔

حضرت عمر میں وسعت حوصلہ کس حد تک تھی اس بارے میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اَے لوگو تم میں کوئی بھی شخص اگر مجھ میں ٹیڑھا پن دیکھے تو اُسے سیدھا کر دے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا اگر ہم آپ میں ٹیڑھا پن دیکھیں گے تو اُسے اپنی تلواروں سے سیدھا کریں گے۔ حضرت عمر نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے اِس امت میں ایسا بھی آدمی پیدا کیا ہے جو عمر کے ٹیڑھے پن کو اپنی تلوار سے سیدھا کرے گا۔

حضرت عمرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا مجھے بھلائی کا حکم دے کر برائی سے روک کر اور مجھے نصیحت کر کے میری مدد کرو۔ پھر ایک موقع پر حضرت عمر نے فرمایا کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو میرے عیوب سے مجھے آگاہ کرے۔ پھر حضرت عمرؓ کا ایک قول بیان کیا جاتا ہے کہ مجھے خوف ہے کہ میں غلطی کروں اور میرے ڈر سے کوئی مجھے سیدھا راستہ نہ دکھائے۔

ایک دن حضرت عمر لوگوں کے درمیان خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اتنا ہی کہا تھا کہ اَے لوگو سنو اور اطاعت کرو۔ ایک آدمی نے بات کاٹتے ہوئے کہا اَے عمر نہ ہم سنیں گے اور نہ اطاعت کریں گے۔ حضرت عمر نے اس سے نرمی سے پوچھا اللہ کے بندے کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ بیت المال سے جو کپڑا سب میں تقسیم کیا گیا اس سے لوگ صرف قمیص بنوا سکے جوڑا مکمل نہیں ہوا اور آپ کو بھی اتنا ہی کپڑا ملا ہو گا پھر آپ کا جوڑا کیسے تیار ہو گیا۔ حضرت عمر نے کہا اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور پھر اپنے بیٹے عبداللہ کو بلایا۔ عبداللہ نے بتایا کہ انہوں نے اپنے والد کو اپنے حصہ کا کپڑا دیا ہے تا کہ ان کا لباس مکمل ہو جائے۔ یہ سن کر سب لوگ مطمئن ہو گئے اور اس آدمی نے کہا اے امیر المؤمنین اب سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا: بعض اس قسم کے اجڈ بھی ہوتے تھے لیکن اس قسم کی باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کے منہ سے کبھی آپ نہیں سنیں گے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو دیر سے مسلمان ہوئے اور یا پھر بالکل ہی اجڈ اَن پڑھ جاہل تھے۔ جو کبار صحابہ تھے ان میں ایسی باتیں نہیں پائی جاتی تھیں، ان میں کامل اطاعت ہوتی تھی۔

مذہبی آزادی میں آپ کس قدر محتاط تھے، اس بارے میں ایک واقعہ ہے۔ ایک دفعہ ایک بوڑھی نصرانی عورت اپنی کسی ضرورت سے حضرت عمر کے پاس آئی تو آپ نے اس سے کہا مسلمان ہو جاؤ محفوظ رہو گی۔ اللہ نے محمد کو حق کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس نے جواب دیا میں بوڑھی عورت ہوں اور موت میرے قریب ہے آپ نے اس کی ضرورت پوری کر دی لیکن ڈرے کہ کہیں آپ کا یہ کام اس کی ضرورت سے غلط فائدہ اٹھا کر اسے مجبوراً مسلمان بنانے کے مترادف نہ ہو جائے اس لئے آپ نے اس عمل سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور کہا اَے اللہ میں نے اسے سیدھی راہ دکھائی تھی اسے مجبور نہیں کیا۔

حضرت عمر کا ایک عیسائی غلام تھا اس کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر کا غلام تھا آپ نے مجھ سے کہا مسلمان ہو جاؤ تا کہ مسلمانوں کے بعض معاملات میں مَیں تم سے مدد لے لیا کروں کیونکہ ہمارے لئے مناسب نہیں کہ مسلمانوں کے معاملے میں ان لوگوں سے مدد لوں جو غیر مسلم ہیں لیکن میں نے انکار کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ دین اسلام میں زبردستی نہیں۔ جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے مجھے آزاد کر دیا اور کہا تمہاری جہاں مرضی ہو چلے جاؤ۔

جانوروں پر شفقت اور رحم دلی کا واقعہ ہے۔ حضرت عمر نے ایک اونٹ دیکھا جس پر بے بسی اور بیماری کے آثار بالکل نمایاں تھے۔ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے اپنا ہاتھ اونٹ کی پشت پر ایک زخم کے پاس رکھا اور خود کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تیرے بارے میں اللہ کے ہاں میری باز پرس نہ ہو۔

ایک دفعہ حضرت عمر کے پاس گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت عراق سے ایک وفد آیا اس میں احنف بن قیس بھی تھے۔ حضرت عمر سر پر پگڑی باندھ کر زکوٰۃ کے اونٹ کو تارکول وغیرہ لگا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اَے اَحنف اپنے کپڑے اتارو اور آؤ اس اونٹ میں امیر المؤمنین کی مدد کرو یہ زکوٰۃ کا اونٹ ہے، اس میں یتیم بیوہ اور مسکین کا حق ہے۔

امام شعبی فرماتے ہیں میں نے حضرت قبیصہ بن جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا میں حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے آپ سے زیادہ کتاب اللہ کو پڑھنے والا اور اللہ کے دین کو سمجھنے والا اور آپ سے اچھا اس کو درس و تدریس کرنیوالا کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت حسن بصری نے کہا جب تم اپنی مجلس کو خوشبودار بنانا چاہو تو حضرت عمر کا بہت ذکر کرو۔ مجاہد سے روایت ہے کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ بیشک حضرت عمر کے دور میں شیاطین جکڑے ہوئے تھے جب آپ شہید ہوئے تو شیاطین زمین میں کودنے لگے۔

حضرت عمر کے بارے میں آتا ہے کہ آپ کا شاعرانہ ذوق بھی بہت تھا۔ خود شعر تو نہیں کہتے تھے لیکن شعر سنتے تھے اور پسند کرتے تھے۔ خلفائے راشدین میں سب سے زیادہ شعر کے ذریعہ مثال دینے والے حضرت عمر تھے۔ آپ کے بارے میں بعض لوگوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ آپ کے سامنے شاید ہی کوئی معاملہ آتا رہا ہو اور آپ اس پر شعر نہ سناتے رہے ہوں۔ حضرت عمر اُنہی اشعار کو پسند کرتے تھے جن میں اسلامی زندگی کے جوہر چمکتے ہوں۔ وہ اسلامی خصوصیات کی عکاسی کرتے ہوں اور ان کے معانی اور مطالب اسلام کی تعلیمات کے خلاف اور اس کی اقدار سے متعارض نہ ہوں۔ آپ مسلمانوں کو بہترین اشعار یاد کرنے پر ابھارتے۔ علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب اپنے زمانے میں سب سے بڑھ کر شعر کے شناسا تھے۔ حضرت عمر کے ذوق سخن کا یہ حال تھا کہ اچھے اشعار سنتے تو بار بار مزے لے کر پڑھتے تھے۔ آپؓ کو ہزاروں شعر یاد تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں میرے ربّ نے مجھ پر یہ ظاہر کیا کہ صدیق اور فاروق اور عثمان رضی اللہ عنھم نیکوکار اور مومن تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ نے چن لیا اور جو خدائے رحمان کی عنایات سے خاص کئے گئے اور اکثر صاحبانِ معرفت نے ان کے محاسن کی شہادت دی۔ انہوں نے بزرگ و برتر خدا کی خوشنودی کی خاطر وطن چھوڑے ہر جنگ کی بھٹی میں داخل ہوئے اور موسم گرما کی دوپہر کی تپش اور سردیوں کی رات کی ٹھنڈک کی پرواہ نہ کی بلکہ نوخیز جوانوں کی طرح دین کی راہوں پر محوِ خرام ہوئے اور اپنوں اور غیروں کی طرف مائل نہ ہوئے اور اللہ ربّ العالمین کی خاطر سب کو خیر باد کہہ دیا۔ ان کے اعمال میں خوشبو اور ان کے افعال میں مہک ہے اور یہ سب کچھ ان کے مراتب کے باغات اور ان کی نیکیوں کے گلستانوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ان کی بادِ نسیم اپنے معطر جھونکوں سے ان کے اَسرار کا پتہ دیتی ہے اور ان کے انوار اپنی پوری تابانیوں سے ہم پر ظاہر ہوتے ہیں پس تم ان کے مقام کی چمک دمک کا ان کی خوشبو کی مہک سے پتہ لگاؤ اور جلد بازی کرتے ہوئے بدگمانیوں کی پیروی مت کرو اور بعض روایات پر تکیہ نہ کرو کیونکہ ان میں بہت زہر اور بڑا غلو ہے اور وہ قابل اعتبار نہیں ہوتیں ان میں سے بہت ساری روایات تہ و بالا کرنے والی آندھی اور بارش کا دھوکہ دینے والی بجلی کے مشابہ ہیں۔ پس اللہ سے ڈرو اور ان روایات کی پیروی کرنے والوں میں سے نہ بنو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں کا مداح اور خاک پا ہوں۔ جو جزئی فضیلت خدا تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک اور کوئی شخص نہیں پا سکتا۔ کب دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو ملا تھا۔

حضور انور نے فرمایا: یہ ذکر یہاں ختم ہوتا ہے۔

انشاء اللہ آئندہ حضرت ابوبکر کا ذکر شروع ہوگا۔☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad